بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد 46
شمارہ 4

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم
نائبین۔ محمد نسیم خان، منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

13 رمضان المبارک 1417 ہجری 23 صلح 1376 ہش 23 جنوری 1997ء

ہفت روزہ بدر قادیان۔143516

اخبار احمدیہ

لندن 18 جنوری (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں حضور انور نے آج سورہ النساء کی آیت نمبر 31-30 کا درس دیا۔ اور اس سے قبل 17 جنوری کو خطبہ جمعہ میں احباب کو رمضان المبارک کی برکات کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔

احباب جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے

"رمضان کے معنے"

"رمض تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کیلئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اسلئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کیلئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں"۔

(الحکم 22 جولائی 1901ء)

دعاؤں کا مبارک مہینہ

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے" (الحکم 24 جنوری 1901ء)

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھیں

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ "ومن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدة من ایام اخر" یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے' جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر "عدة من ایام اخر" کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے"۔

(الحکم 31 جنوری 1899ء)

"سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے"۔

(الحکم 31 جنوری 1899ء)

"شریعت کی بنیاد وقت پر نہیں بلکہ جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے"۔

ترک روزہ کے متعلق میرا مسلک

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(الحکم 14 جنوری 1901ء)

"یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں تکلفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم مطبوعہ لندن 1984ء صفحہ 260-256)

عفو سے پہلے دل کا قوی ہونا ضروری ہے جسے اپنے غصے پر قابو نہیں ہے وہ غیروں سے عفو سے پیش آ ہی نہیں سکتا

خلاصہ خطبہ جمعہ 20 دسمبر 1996

لندن 20 دسمبر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الاعراف کی آیات 200 اور 201 کی تلاوت فرمائی۔ اور ان آیات کی تفصیل بیان فرمانے سے قبل بتایا کہ آج جماعت احمدیہ فجی کا سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے جس میں مقامی فیجین کی بعض نئی جماعتوں کے افراد کے علاوہ دور دور سے احباب شامل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے درخواست کی ہے کہ خطبہ جمعہ میں ان کا ذکر ہو جائے تو یہ ان کی حوصلہ افزائی اور دلداری کا موجب ہوگا چنانچہ حضور نے ازراہ شفقت اپنی طرف سے اور تمام دنیا کی جماعتوں کی طرف سے ان سب شامل ہونے والوں کو اہلاً و سہلاً و مرحبا اور السلام علیکم کا پیغام دیا۔

حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات قرآنیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں مختلف پہلوؤں سے وہی مضمون بیان ہوا ہے جو میں پہلے بیان کر تا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو کہہ دے کہ عفو پر قائم ہو جا اور اس کے ساتھ معروف طور پر جو اچھی باتیں ہیں ان کا بھی حکم دیتا رہ۔ حضور نے فرمایا کہ عفو میں اصلاح کا معنی قرآن شریف سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ عفو کا مطلب ہے کہ اس کے نتیجہ میں نہ اپنے دل پر میل آئے نہ دوسرے کے دل پر میل رہنے دے۔ اس عفو کے بعد پھر مثبت تعلیم کی ضرورت ہے۔ عرف کی طرف بلانے کا مطلب ہے کہ جب کمزوریوں سے پاک ہوئے ہو تو مثبت نیکیوں کی طرف بھی قدم بڑھاؤ۔ حضور نے فرمایا لیکن ہر کام آسان نہیں ہے

(باقی صفحہ 11 کالم نمبر 3 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن انس رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تسحروا فان فی السحور برکة.

(بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: اذانسی احدکم فاکل اوشرب فلیتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه

(بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص بھول کر (روزے میں) کھا پی لے تووہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔

عن معاذبن زهرة رضی الله عنه انه بلغه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا افطر قال اللهم لك صمت وعلی رزقك افطرت

(ابو داؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت معاذ بن زہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ افطار کے وقت یہ کہا کرتے تھے "اللهم لك صمت وعلی رزقك افطرت" یعنی اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے میں افطار کرتا ہوں۔

بقیہ۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

مناسب ہوگا کہ انہوں نے ۴۲ر سال برطانیہ میں رہنے کے باوجود برطانیہ کی شہریت حاصل نہ کی۔ پاکستانی شہریت کو انہوں نے برقرار رکھا اور یہ وصیت کر رکھی تھی کہ انہیں پاکستان میں دفن کیا جائے۔ پنڈت جواہر لال نہرو جو وزیر اعظم بھارت تھے نے بھارتی شہریت کی پیشکش کی جو ڈاکٹر صاحب مرحوم نے قبول نہ کی۔

ڈاکٹر صاحب 1991ء میں پارکنسن کے مرض کا شکار ہوگئے۔ گذشتہ تین سال کے عرصہ میں وہ بات چیت یا حرکت کرنے کے قابل نہ رہے۔ ان کی وفات کے اگلے روز مورخہ 22-11-96 کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جمعہ کے بعد فضل مسجد لندن میں ان کا جنازہ پڑھایا اور ازراہِ شفقت بعد میں کندھا بھی دیا۔ حضور اقدس نے خطبہ جمعہ میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو جو خلافتِ احمدیت سے محبت اور لگاؤ تھا اس کا بھی تفصیلی ذکر فرمایا۔ حضور انور نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی پیدائش کے بارہ میں یہ واقعہ بتایا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے والد صاحب نے کشفی نظارہ دیکھا کہ ان کو کسی نے ایک لڑکا دیا ساتھ ہی اس کی بڑی تعریف کی کہ یہ لڑکا بڑی عزت والا اور رتبے والا ہوگا جس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم کے والد چوہدری محمد حسین صاحب نے لڑکے کا نام دریافت کیا جس پر لڑکے کا نام عبدالسلام بتایا گیا۔ ازیں بعد جب چوہدری صاحب کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں مذکورہ کشفی نظارہ لکھ کر نومولود کا نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔ جس پر حضور نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے نومولود کے نام کی خبر دی ہے تو ہم اس نام کو بدلنے والے کون ہیں۔ لڑکے کا نام عبدالسلام ہی ہوگا۔

ہم ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات پر جملہ لواحقین کی خدمت میں دلی تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ نیز انہیں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی خوبیوں کو زندہ رکھنے والا بنائے تاکہ وہ خوبیاں اور نیکیاں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوں۔ آمین۔

امیر جماعت احمدیہ برطانیہ

ولادت۔ برادرم عبدالحمید صاحب آف پنڈی چری پاکستان حال مقیم جرمن کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام لقمان احمد رکھا گیا ہے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، خادم دین ہونے کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

ارشاد نبوی ﷺ

اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ

ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔

منجانب۔ مجلس جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینٹو لین کلکتہ 700001

فون نمبرز 2430794,241652,248522

قرارداد ہائے تعزیت بر وفات محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

۱۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ کہ جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بتاریخ ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء کیمبرج میں بعمر ۷۰ر سال وفات پاگئے ہیں۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہِ راجعُون ۔ آپ نے ڈیڑھ درجن سے زیادہ بین الاقوامی ایوارڈز حاصل کئے۔ جن میں عظیم ترین نوبل انعام تھا۔ اسی طرح پانچ براعظموں کے مختلف ممالک سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں اور سوسائٹیوں کی فیلوشپ بھی پائی اور سائنس کی دنیا کے آسمان پر ایک روشن ستارہ بن کر چمکے جو کئی سو سال میں واحد مسلمان فقیدالمثال سائنس دان تھے اور سائنسی دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس پیشگوئی کے مصداق بنے کہ :

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔" (تجلیات الٰہیہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور ڈاکٹر صاحب کے والدین کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں اور غیر معمولی طور پر آپ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ آپ قرآن مجید سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے 1978ء میں ڈاکٹر صاحب نے دعا کے لئے عرض کیا کہ اُنہیں نوبل پرائز ملے تو حضور کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ سلام نے اب تک جو تحقیق کے کام کئے ہیں اس پر نوبیل انعام ملنا مشکل ہے۔ البتہ اگلے سال جو کام وہ کریں گے اس پر اُنہیں نوبیل انعام مل سکے گا۔ سو الحمد للہ 1979ء میں آپ نے یہ انعام حاصل کیا۔ زندگی بھر آپ کو جو کامیابیاں ملیں اُن میں الٰہی نصرت کارفرما نظر آتی ہے۔

آپ نے سائنس کے میدان میں انقلاب پیدا کیا جو کچھ آپ تحقیقات کے بعد پیش کرتے تھے، امریکہ، چین وغیرہ ممالک کے سائنس دان بعد تحقیق اس کی تائید کرتے تھے۔ 31 سال کی عمر میں امپیریل کالج لندن میں آپ پروفیسر بنائے گئے اور 33 سال کی عمر میں آپ کو انگلستان کی رائل سوسائٹی کا فیلو بنایا گیا۔ یہ دونوں اعزازات کسی مسلم کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ ایک میگزین نے لکھا کہ بہت کم ایسے سائنسدان ہیں جنہوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کی طرح مسلسل اور بہت تیزی سے نظریات پیش کئے ہیں۔ ایک عجیب بات ہے کہ آپ کے والد ماجد کی یہ خواب پوری ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب ایک درخت پر بہت تیزی سے چڑھتے ہوئے آنکھوں سے اوجھل ہوگئے ہیں۔

آپ تمام انعامات غریب طالب علموں کی تعلیم کے لئے صرف کرتے رہے آپ 1961 سے 1974 تک صدر پاکستان کے سائنسی مشیر رہے۔ غیر ترقی یافتہ ممالک کے سائنس دانوں کی اعلیٰ علمی ترقی کے لئے آپ نے اٹلی میں ایک اکیڈمی قائم کی جو اپنی مثال آپ ہے۔ بعد میں U.N.O. سے بھی اُسے مالی مدد ملنے لگی۔ ڈاکٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کو سائنس کی تعلیم کے لئے عرصہ تک مالی امداد دیتے رہے۔ بہت سادہ مزاج تھے۔ خدمت اسلام کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ اپنے والدین کی بہت قدر کرتے تھے۔

آپ کے انکسار اور مقام عزت کا حال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیان کرتے ہیں کہ :

"ڈاکٹر سلام کی عزت اور مرتبہ کا یہ مقام ہے کہ اگر کوئی کانفرنس ہو رہی ہو اور اس میں روس، امریکہ اور دیگر ممالک کے چوٹی کے سائنسدان شریک ہوں اور یہ بعد میں کانفرنس ہال میں داخل ہوں تو.... سارے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ کوئی خیال نہیں کہ میں اتنا بڑا انسان ہوں اور دوسروں میں اور مجھ میں کوئی فرق ہے۔"

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ :

۱۔ یہ تعزیتی پیغام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ مرحوم کے اہل و عیال اور ہمشیرگان کو بھیجا جائے۔ ہندوستان کے احمدی اس تعزیت میں شامل ہیں اور مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور یہ کہ تمام جماعت اور مرحوم کے اقارب کو صبر جمیل عطا ہو اور ایسے ذی علم شخصیات احمدیہ جماعت کو بکثرت اللہ تعالیٰ اپنے رحم و فضل سے عطا فرماتا رہے۔

۲۔ اس قرارداد کی نقول سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور اوپر کے مذکورہ اقارب اور الفضل انٹرنیشنل، الفضل ربوہ، بدر و مشکوٰۃ قادیان کو دی جائیں

۲۔ جماعت احمدیہ برطانیہ

ہم ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ، قابل صد احترام، پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ اور ممتاز سائنسدان مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات حسرت آیات پر نہایت گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مورخہ ۲۱ر نومبر ۹۶ء کو بوقت تین بج کر بیس منٹ پر وفات پاگئے۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہِ راجعُون ۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم ۲۹ر جنوری ۱۹۲۶ء کو جھنگ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار کا نام چوہدری محمد حسین صاحب تھا جو جھنگ کے رہنے والے تھے۔ چوہدری صاحب جھنگ کی مشہور شخصیت تھے اور ان کو جماعت احمدیہ سے بہت ہی گہرا لگاؤ تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے دارالفضل قادیان میں ہی رہائش اختیار کرلی اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے پرائمری سے انٹرمیڈیٹ تک جھنگ میں ہی تعلیم حاصل کی پھر گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ایس سی کیا۔ پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی کرنے کے بعد برطانیہ تشریف لے آئے جہاں انہوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے نیوکلر فزکس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کیا۔ 1979ء میں انہیں تھیوری آف یونیفیکیشن پر نوبل انعام دیا گیا۔ 1989ء میں انہیں ملکہ برطانیہ نے آنریری نائٹ آف برٹش امپائر بنایا۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو دنیا بھر کی مختلف یونیورسٹیوں سے سائنس میں چالیس اعزازی ڈاکٹریٹس دی گئیں وہ 1957ء میں امپیریل کالج لندن کے پروفیسر مقرر ہوئے 1959ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ستارۂ پاکستان اور پرائڈ آف پرفارمنس دئے گئے۔ 1961ء سے 1974ء تک صدر پاکستان کے سائنسی مشیر اور چار سال تک اٹامک انرجی کمیشن پاکستان سے منسلک رہے۔ 1964ء میں ترلیسٹ، اٹلی میں تھیوریٹکل فزکس انٹرنیشنل سنٹر قائم ہوا تو ڈاکٹر صاحب مرحوم اسکے ڈائریکٹر ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بارہ میں یہ ذکر کردینا بھی

(باقی صفحہ 2 کالم نمبر 1 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

ہر وہ فعل جو خدا کی محبت دلوں میں پیدا کرے اور اسے قریب لائے وہ حقیقی جہاد ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۵ نومبر ۱۹۹۶ء مطابق ۱۵ نبوت ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۭ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَھُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورہ یونس: ۲۶، ۲۷)

آج کل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ ایک عالمی جہاد میں مصروف ہے جو دعوت الی اللہ کا جہاد ہے جو تمام جہادوں سے افضل اور اعلیٰ اور درحقیقت جہاد کی غایت ہے۔ جہاد کا قیام ہی اللہ کی طرف بلانے کی غرض سے ہے۔ ہر وہ فعل جو خدا تعالیٰ سے پرے دھکیلے وہ جہاد کا برعکس ہے۔ ہر وہ فعل جو خدا کی محبت دلوں میں پیدا کرے اور اسے قریب لائے وہ حقیقی جہاد ہے اس لئے تلوار کے جہاد کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ تلوار جو خدا کی محبت اور خدا کی طرف بلانے کے نام پر اٹھائی جائے اور قتل و غارت پر منتج ہو اس سے خدا تعالیٰ کی محبت تو نہیں بڑھ سکتی اس لئے اس چیز کا نام جہاد رکھنا گناہ ہے اور قرآن کریم کے واضح ارشادات سے متصادم ہے، بالکل ٹکراتا ہے قرآن کریم کے مضامین سے۔

جہاد کی جو تعریف قرآن کریم نے مختلف جگہ کھینچی ہے وہ بنیادی طور پر وہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ہر وہ چیز جو خدا کے قرب پر منتج ہو جسکے نتیجے میں خواہ نفس اللہ کے قریب آئے یا لوگ اللہ کے قریب آئیں وہ ہر کوشش جہاد ہے۔ تو جہاد کا مرکزی معنیٰ کوشش کا ہے اور اسلامی اصطلاح میں وہ کوشش جو خدا کے قریب کرے اسے جہاد کہتے ہیں۔ اور دعوت الی اللہ کا مقصد کیا ہے۔ اس کا مطلب جنگ اور فساد نہیں ہے بلکہ امن کا قیام ہے۔ یہ دو آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس مضمون کو نہ صرف بیان کرتی ہیں بلکہ درجہ کمال تک پہنچاتی ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں ہم خدا کی طرف بلا رہے ہیں۔ "ادع الیٰ سبیل ربک" کے ارشاد میں اللہ نے فرمایا ہے اپنے رب کے رستے کی طرف بلاؤ ہم خدا کی طرف بلا رہے ہیں۔ مگر کیسے بلانا ہے، کیا مقاصد ہیں، ان کے اوپر روشنی ڈالنے والی یہ آیت ہے۔ "واللہ یدعوا الیٰ دارالسلٰم" یہ تو ممکن نہیں کہ اللہ سلامتی کی طرف بلا رہا ہو اور آپ اللہ کی طرف بلا رہے ہوں اور اس کا نتیجہ جنگ ہو، آپ اللہ کی طرف بلا رہے ہوں اور اس کا نتیجہ فساد ہو اور سلامتی کے برعکس ہو۔ تو اصل بلانا خدا کا بلانا ہے۔ وہی داعی الی اللہ ہے جو خدا کی آواز کے مطابق بلاتا ہے، جس طرف خدا بلا رہا ہے اسی طرف وہ بھی بلا رہا ہو۔ اس لئے اس دعوت الی اللہ کی تشریح ہے یہ کہ تم تو اللہ کی طرف بلا رہے ہو مگر یاد رکھنا کہ تمہارا بلاوا سلامتی کی طرف ہونا چاہئے کیونکہ خدا کا بلاوا سلامتی کی طرف ہے۔ تو کیسے خدا کی طرف بلاؤ گے جب بلاؤ گے فساد کے رنگ میں اور فساد پیدا کرتے ہوئے اور ظلم کے ساتھ اور سفاکی کے ساتھ، تو خدا کی آواز اور ہوگی تمہاری آواز اور ہوگی۔ خدا ایک اور طرف بلا رہا ہوگا، تم ایک اور طرف بلا رہے ہوگے تو یہ دونوں باتوں میں انطباق نہیں ہوتا۔

پس یہ آیت بہت ہی اہم ہے اس نقطہ نگاہ سے کہ خدا کی طرف بلانا کس کو کہتے ہیں اور اس کے مقاصد کیا ہیں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے ساتھ کیا سلوک فرماتا ہے۔ پہلے تو فرمایا "واللہ یدعوا الیٰ دارالسلٰم" اللہ تو امن کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ اگر ساری دنیا دعوت الی اللہ کے نتیجے میں دعوت الی اللہ کو قبول کر لے تو مراد یہ ہوگی کہ تمام دنیا دارالسلام بن جائے، ساری دنیا امن کا گھر بن جائے۔ پس دیکھو دنیا میں کتنے دعاوی کرنے والے ہیں کہ ہم قیام امن کی خاطر مہمات جاری کرتے ہیں، قیام امن کی خاطر لڑائیاں کرتے ہیں قیام امن کی خاطر ہم نے یہ بڑے بڑے اہم فیصلے کئے ہیں جو غریب قوموں پر زبردستی ٹھونسیں گے۔ یہ سارے دعاوی جھوٹ پر مبنی ہیں کیونکہ ان دعاوی کے بعد ہم نے دنیا میں امن بڑھتا تو کبھی نہیں دیکھا فساد پھیلتے ضرور دیکھے ہیں۔ بدامنی پھیلتی ہے ہر جگہ ظلم و سفاکی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ پس جو مقصد اپنی ذات سے متصادم ہو جائے اس کے اندر ایک اندرونی تضاد ہو وہ مقصد یقیناً جھوٹا ہے اور بےکار ہے اور اس سے کوئی بھی فائدہ بنی نوع انسان کو نہیں پہنچ سکتا۔

پس داعیین الی اللہ کی ہدایت کے لئے میں نے یہ آیت چنی ہے۔ میں آپ کو اب سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس میں اور کیا کیا مضامین شامل ہیں۔ پہلی بات تو "واللہ یدعوا الیٰ دارالسلٰم"۔ اس کو بھول کر آپ نے کوئی پیغام نہیں پہنچانا۔ اور سلامتی کی طرف کیسے بلا سکتے ہیں اگر آپ کو سلامتی نصیب نہ ہو۔ پس یہ دوسرا پہلو ہے جو بہت ہی اہم ہے۔ اللہ کا نام سلام ہے اس لئے جب آپ خدا کی طرف بلاتے ہیں تو یہ آیت بتا رہی ہے کہ دارالسلام کی طرف بلا رہے ہیں اور اللہ کا نام بھی سلام ہے۔ پس آپ میں اگر سلام نہ ہو تو آپ سلام کی طرف بلا ہی نہیں سکتے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہر انسان اگر اپنی فطرت، اپنی طبیعت، اپنے مزاج کا جائزہ لے تو اسے خوب اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی شخصیت کے کون کونسے پہلو سلام سے خالی ہیں۔ ان میں بدامنی ہے، ان میں بےچینی اور بےقراری ہے اور تضادات کے نتیجے میں یہ باتیں پیدا ہوتی ہیں۔ پس دارالسلام کی طرف بلایا جا ہی نہیں سکتا جب تک کہ بلانے والی شخصیت اس بات کا جہاد نہ کرے کہ اس کے اندر سلام پیدا ہونا شروع ہو جائے اور اس کا گھر دارالسلام ہو جائے کیونکہ اللہ تو دارالسلام کی طرف بلاتا ہے۔ اگر بلانے والا دارالسلام اپنے اندر رکھتا ہی نہ ہو تو وہ دارالسلام کی طرف بلانے کا مجاز نہیں۔ اگر مجاز ہے یعنی خدا نے فرمایا ہے کہ بلاؤ تو بلائے گا تو سہی مگر بےکار بلائے گا اس کا نتیجہ کوئی نہیں نکل سکتا۔

"و یھدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم"۔ فرمایا، بلاتا تو ہے مگر زبردستی نہیں بلاتا اور پہچانتا ہے کہ کون اس لائق ہیں کہ وہ اس گھر کی طرف لے جائے جائیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ "من یشآء" فرماتا ہے تو یہ مراد نہیں ہے کہ ایسا فیصلہ کرتا ہے جو جبری فیصلہ ہے جیسے انسان جو چاہے کرے۔ جب یہ آپ کہتے ہیں کہ انسان جو چاہے کرے تو ہمیشہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک جابر ہے اس کی مرضی ہے وہ مادر پدر آزاد ہے جو اس کے من میں آئے کر گزرے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پوچھنے والا تو کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ خود ان صفات حسنہ کے انتہائی مقام پر فائز ہے جس سے آگے صفات حسنہ ہو ہی نہیں سکتیں اور اس کی صفات حسنہ اس پر نگران، خدا کی صفات حسنہ خود نگران ہیں یعنی اس بات کی ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جو صفات حسنہ کو گزند پہنچا سکے کیونکہ جہاں خدا کی ایک صفت نے اپنی جلوہ گری میں دوسری صفت میں نقص ڈالا وہاں خدا، خدا نہ رہا۔ پس یہ کامل عدل اور کامل توازن حسن کامل پیدا کرتا ہے۔

پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ جب یہ فرماتا ہے کہ جس کو چاہتا ہے بلاتا ہے مراد ہرگز یہ نہیں کہ جبری فیصلہ کرتا ہے اقتداری فیصلہ کرتا ہے اور یہ دیکھتا ہی نہیں کہ وہ اس کے اہل ہے بھی کہ نہیں۔ "یشآء" میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ خوب کھول کر بیان فرمایا ہے لفظ "یشآء" میں اچھی بات ہونا لازم ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی آپ نے اس مضمون کو خوب تفصیل سے کھولا اور خصوصاً آریوں کے ساتھ بحث اور گفتگو اور عیسائیوں کے ساتھ بحث اور گفتگو میں اس نکتے کو کھولا ہے کہ تم جو یہ سمجھتے ہو کہ "یشآء" کا مطلب یہ ہے کہ جبراً کسی کو کچھ کہتا ہے یا فیصلہ کرتے وقت بےدلیل فیصلہ کرتا ہے یہ بالکل غلط اور بےبنیاد بات ہے۔ "یشآء" میں چاہنا ہے اور اچھی چیز، بری چیز چاہ ہی نہیں سکتی۔ ایک منصف مزاج ناانصافی چاہ ہی نہیں سکتا۔ ایک محبت کرنے والا نفرت چاہ ہی نہیں سکتا۔ تو جب یہ کہا جائے "اللہ چاہتا ہے" تو لازم ہے کہ وہ چاہنا مبنی بر عدل ہے، مبنی بر حسن ہے اور ایسا چاہنا ہے کہ اس کے اندر کسی قسم کے ظلم کا کوئی شائبہ تک بھی موجود نہیں۔ پس ان معنوں میں اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے اللہ تعالیٰ دارالسلام کی طرف بلاتا ہے مگر سب نہیں آئیں گے۔ "یھدی من یشآء" اس کو ہدایت دے گا جس کے متعلق وہ یہ فیصلہ فرماتا ہے کہ وہ اس لائق ہے کہ اسے ہدایت دی جائے اور جس کے لئے خدا کی طرف سے بلانے میں ایک چاہت پیدا ہو جاتی ہے۔ اب "یشآء" کے لفظ میں ایک چاہت کا مضمون بھی ہے۔ آپ جو چیز چاہتے ہیں اس کی طلب کرتے ہیں، اس کی جستجو کرتے ہیں۔ اگر بے اختیار ہوں تو وہی طلب ایک بھڑکی میں تبدیل ہو جاتی ہے ایک آگ سی سینے میں جل جاتی ہے کہ میں چاہتا ہوں اس کو مگر میرے اختیار میں نہیں کہ میں اسے بلالوں اور اللہ کے اختیار میں ہے۔

تو ایک اور بھی بہت خوبصورت مضمون "من یشآء" میں یہ موجود ہے کہ بلاتا سب کو ہے مگر جو اس کو پیارے لگتے ہیں جن کے اندر یہ خوب صورتی، اس حسن کا مادہ پایا جاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف آ سکیں تو پھر ان کے لئے اللہ کے دل میں ایک چاہت پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی لفظ دل سے مراد وہ دل نہیں جو انسان کا دل ہے مگر ایک معنوی طور پر ایک چیز دل کہلاتی ہے جو ارادے کا مرکز ہے یا چاہت کا مرکز ہے تو ان معنوں میں اللہ کے دل میں بھی ایسے شخص کے لئے ایک چاہت پیدا ہو جاتی ہے اور جب خدا کے دل میں چاہت پیدا ہو تو وہ آتا ہی آتا ہے اس کے لئے نہ آنا ممکن ہی نہیں رہتا۔ پس دیکھو یہاں تلوار کا کون سا موقع ہے؟ کہیں جبر کی کون سی گنجائش باقی ہے؟

ہر وہ چیز جو خدا کے قرب پر منتج ہو جس کے نتیجے میں خواہ نفس اللہ کے قریب آئے یا لوگ اللہ کے قریب آئیں، وہ ہر کوشش جہاد ہے۔

دنیا والے تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر بھی جب جذب پیدا ہو جائے تو ایسا جذب بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ دوسرے سے "بن آئے نہ بنے" مگر وہ جذب اگر پیدا ہو جائے تو پھر اگلے کے لئے بے اختیاری ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کے اندر جب کسی کی چاہت پیدا ہو جائے، جب جذب پیدا ہو جائے تو پھر وہ آئے گا اور ضرور آئے گا۔ پس خدا کے بندے جو خدا کی طرف بلاتے ہیں ان کے لئے اس میں بہت ہدایت کے سامان ہیں۔ اس آیت کے اسی ٹکڑے میں عظیم مضامین بیان ہوئے ہیں کہ تم جن کو بلاتے ہو یاد رکھو ان کے حسن پر نگاہ رکھو اور کوشش یہ کرو کہ ان کے اندر جو بہترین مادے فطرت میں موجود ہیں ان کو اجاگر کرو ان کو اٹھاؤ اور باہر لاؤ ان کو جو دبے ہوئے ہیں اور مخفی ہیں۔ جس طرح ایک آگ کا متلاشی راکھ کرید کر آگ کے چنگارے ڈھونڈتا ہے ہر انسان میں کچھ خوبیاں مخفی ہیں کچھ مدفون ہیں ان پر نظر رکھو اور ان سے کام لو۔ جب وہ چمک اٹھیں گی جب ان میں جس طرح شعلے میں، آگ کے چنگارے میں یا جلتے ہوئے کوئلے میں جو چنگارا تو کہلاتا ہے مگر وہ ابھی بھڑکا نہیں ہے اس میں چنگاریاں اس سے اٹھنے لگیں اور اپنے گرد کو جلانے یا روشن کرنے کی اس میں صلاحیت پیدا ہو جائے تو پھر وہ دیدہ زیب ہو جاتا ہے وہ نظر کو کھینچنے لگتا ہے تو اسی طرح مومن کے دل میں بھی کچھ نیکیاں دبی ہوتی ہیں جب وہ اٹھتی ہیں تو پھر اللہ کی توجہ ان کی طرف پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ ایسا نور تھا جو ویسے ہی بھڑک اٹھنے کو تیار تھا "ولو لم تمسسہ نار" آگ اسے چھوئے نہ چھوئے اس سے قطع نظر اس کی ذات میں شعلہ بننا اور چمک اٹھنا اور ماحول کو روشن کر دینا اس طرح شامل تھا کہ فطرتاً اس میں یہ مادہ پایا جاتا تھا اس نے ہونا ہی تھا یہ، اس پر آسمان سے اللہ تعالیٰ کے نور کا شعلہ اترا ہے اور "نور علی نور" وہ نور پر نور بن گیا۔ تو اللہ نے محمد ﷺ کو چاہا تو بے مقصد تو نہ چاہا، بے وجہ تو نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار فرمایا اور فضیلت بخشی۔ نور کا آغاز آپ کی ذات میں ہے وہاں وہ چمکا ہے وہاں سے وہ اٹھ کر دنیا کو روشن کرنے پر آمادہ ہوا تھا تب آسمان سے وہ شعلہ نور اترا ہے جس نے اپنے ساتھ اس کو چمٹا لیا اور ایک خدا اور بندے کا جس حد تک بھی اتصال ممکن ہے وہ اتصال ہمیں آنحضرت ﷺ کے نور کا خدا کے نور کے ساتھ ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

تو یہی مضمون ہے جو ہر بندے پر کسی نہ کسی حد تک اس کی توفیق کے مطابق جاری ہوتا ہے اور "یشآء" کا مطلب سمجھ آجاتا ہے۔ اللہ نے حضرت محمد ﷺ کو چنا، جس کو چاہتا چن سکتا تھا مگر اس کے چاہنے میں ایک حسن ہے اس بات کو لوگ بھول جاتے ہیں اور وہ بد چیز کو چاہ ہی نہیں سکتا۔ جس کو سب سے اچھا چاہا اس میں سب سے اچھا ہونے کی صلاحیتیں موجود تھیں اور وہ سب سے اچھا بننے کی کوشش کر رہا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے جیسا تھا ویسا ہی اس سے سلوک فرمایا۔ پس تقدیر اور تدبیر کا جو سنگم ہے وہ اس طرح پیدا ہوتا ہے۔ بندے کی تدبیر کے مطابق خدا کی تقدیر اترتی ہے اور یہ دونوں مل کر پھر تقدیر ہی بن جاتے ہیں پھر تدبیر جدا نہیں رہتی۔ تو اس مضمون کو میں بیان کر رہا ہوں۔ بہت ہی اعلیٰ شان کے انسانوں میں تو ہمیں دکھائی دینے لگتا ہے مگر عام انسانوں میں یہ دکھائی نہیں دیتا جس کی وجہ سے ہم سے کوتاہی ہو جاتی ہے اور ہماری کوتاہی کے نتیجے میں ہماری دعوت الی اللہ کی کوششیں ضائع چلی جاتی ہیں۔

پس پہلی نصیحت آپ کو یہ ہے کہ جن کو آپ خدا کے رستے کی طرف بلاتے ہیں ان میں خوبیوں کی تلاش کریں بلکہ ان کو چاہیں جو اچھے ہیں جن کی خوبیاں دکھائی دے رہی ہیں۔ کج بحثوں اور ضدی لوگوں سے یا بداخلاق لوگوں سے کئی داعی الی اللہ سر ٹکراتے رہتے ہیں، ساری عمر ان کی یہ سر ٹکراتے گزر جاتی ہے اپنا سر پھوڑتے ہیں اور اس کے سر میں کچھ داخل نہیں کر سکتے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ پس اس مضمون کو اور آگے بڑھائیں اور پھیلائیں تو پھر یہ حکمت عملی ہمارے سامنے آئے گی کہ تمہیں لازماً حسن کی تلاش کرنی ہے تاکہ اسے چمکاؤ اسے اور زیادہ کر دو اور ایسا کر دو کہ اللہ کی پیار کی نظر اس پر پڑنے لگے۔ جب خدا کی نظر اس پر پڑے گی تو پھر تم ایک طرف ہو جاؤ اس نے آنا ہی آنا ہے۔ اور بلاتے تو تم ہو مگر وہ لبیک کہے گا خدا کی آواز پر اور رسول کی آواز پر نہ کہ تمہاری آواز پر۔ تو داعی الی اللہ کا یہ غرور بھی توڑ دیا کہ ہم نے بلایا تھا اس لئے وہ احمدی ہو گیا، ہم نے دعوت دی تھی اس لئے اس نے حق کو قبول فرمایا۔ "فاستجابوا للہ والرسول" وہ استجابت کرتے ہیں یا کی تو اللہ اور رسول کے لئے کی چونکہ رسول خدا کی صفات کا مظہر بنا ہوا تھا۔

تو اس لئے دعوت الی اللہ والے کے لئے ان آیات میں بہت ہی عظیم حکمتوں کے سمندر موجزن ہیں۔ اگر آپ ان کی تہہ میں اتر کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ حکمتوں کے سمندر ہیں جو قرآن کریم کی چھوٹی چھوٹی آیات میں جو کوزے سے بھی چھوٹی ہیں ان میں آپ کو بھرے ہوئے اور موجیں مارتے ہوئے دکھائی دینے لگیں گے۔ تو پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ آپ نے حسن کی تلاش کرنی ہے اور حسن ہر انسان میں موجود ہوتا ہے لیکن بعضوں میں زیادہ بعضوں میں کم۔ تو حسن کا متلاشی پہلے تو زیادہ حسن کی طرف جایا کرتا ہے نہ کہ کم حسن کی طرف۔ کم حسن کی طرف تو تب جاتا ہے جب زیادہ حسن ملے نہ۔ اگر سونے کی ڈلیاں ریت پر بکھری پڑی ہوں تو ریت کے اندر جو ریت کے ذروں کی طرح سونا ملا ہوا ہوتا ہے اس کے کھوج میں وہ وقت ضائع نہیں کرے گا پہلے وہ ڈلیوں کو چنے گا جب ڈلیاں ختم ہو جائیں پھر ریت کی باری آتی ہے پھر ان باریک ذروں کی تلاش ہوتی ہے پھر اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے گڑھے کھودنے پڑتے ہیں۔ ان میں پانی ڈال کر یا نہروں کے پانی کا رخ اس طرف پھیر کر ان میں وہ ریت کو ڈالتے اور بار بار کھنگالتے ہیں یہاں تک کہ سونا الگ اور ریت الگ، محنت پھر بھی وہ کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ چونکہ تھوڑا سونا ہے نسبتاً زیادہ محنت کرنی پڑے گی اس لئے چھوڑ ہی دو۔ تو آپ نے چھوڑنا تو ہے نہیں آپ کو چھوڑنے کا حکم ہی نہیں ہے۔ حکم یہ ہے کہ حسن کی تلاش کرو ایسا حسن جس پر اللہ کی نظر پڑنے لگے اور اس مضمون کے لئے اگلی آیت اس مضمون کو جیسا کہ مزید بڑھائے گی، اس مضمون کے لئے نہیں اس مضمون کو سمجھنے کے لئے اگلی آیت یا اس آیت کا اگلا ٹکڑا ہے وہ اس کو خوب روشن کر دے گا جب ہم وہاں تک پہنچیں گے، لیکن نصیحت کے طور پر میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ پہلے خدا کے اچھے صاف ستھرے بندوں کی تلاش کریں وہاں سے دعوت الی اللہ شروع کریں تھوڑے وقت میں آپ کو زیادہ پھل ملے گا۔ اور ایسے سعید فطرت بھی بندے ہوتے ہیں جن کو اگر آپ نہ بھی کہیں تو اللہ ویسے ہی بلا لاتا ہے چنانچہ وحی کے ذریعے، کشوف کے ذریعے، الہامات کے ذریعے، ایسے واقعات کے نتیجے میں جو بظاہر اتفاقات ہوتے ہیں مگر جب ان پر آپ نظر ڈالتے ہیں تو اتفاق نہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تقدیر جاری ہو رہی ہوتی ہے اس لئے وہ اتفاق نہیں کہلا سکتے۔

چنانچہ خدا کے بہت سے ایسے نیک بندے جن تک پیغام پہنچا ہے ان کے حالات جب مجھ تک پہنچتے ہیں تو ایک نہیں بے شمار ایسے شواہد دکھائی دیتے ہیں ایسے گواہ مہیا ہو جاتے ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں اس کے حق میں گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کی نظر ان پر پڑی تھی تو پھر حالات کو اس کے مطابق اس کو حاصل کرنے کے لئے سازگار فرما دیا گیا۔ چلتے چلتے بظاہر ایک حادثے کے نتیجے میں اس کا رخ بدل جاتا ہے، بظاہر اتفاقاً ایک احمدی کے دروازے پر دستک دیتا ہے بظاہر اتفاقاً اسے اندر بلا لیا جاتا ہے، بظاہر اتفاقاً حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر وہاں لٹکی دکھائی دیتی ہے اور بظاہر اتفاقاً اسے پہلے سے ہی خواب آئی ہوئی ہے کہ یہ وجود ہے جو مجھے بلا رہا ہے۔ تو سب جگہ کہنے والا کہے گا "اتفاقاً اتفاقاً اتفاقاً" لیکن جو اس مضمون کو سمجھتا ہے وہ کہے گا بظاہر اتفاقاً۔ دیکھنے والا اتفاقاً بھی کہہ سکتا ہے مگر اتفاق کے سلسلے کو اتفاقاً نہیں کہہ سکتا۔ ہر چیز اتفاقاً ہو سکتی ہے، اتفاقاً اس نے کہیں تو جانا تھا رستہ بھولنا تھا تو کسی گلی میں تو نکلنا تھا، اتفاقاً کسی کا دروازہ تو کھٹکھٹانا تھا مگر اگر ہر اتفاق ایک خاص رخ کی طرف آگے بڑھ رہا ہو، اگر وہ گلی احمدی کی گلی نکلے، اگر وہ دروازہ احمدی کا دروازہ نکلے، وہ احمدی موجود ہو اور ایسا حسن خلق رکھتا ہو کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے کو اندر آنے کی دعوت دے اور اس کی خاطر مدارات کرے اور وہاں تصویر لٹکی ہو جو اتفاقاً بھی ہو سکتی تھی مگر اسی کمرے میں بٹھائے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر ہو اور پھر خواب آئی ہو تو اتفاقاً اب بتائیں کون پاگل ہے جو ان سب باتوں کو اکٹھا اتفاق کہے گا۔ تو ہر اتفاق میں تنہائی پائی جاتی ہے۔ جہاں دو اتفاق اکٹھے ہوں وہاں اتفاق کی بجائے کسی تجویز کا مضمون ابھرتا ہے کہ مجوزہ بات ہے۔ کوئی تین ہو جائیں تو پھر تو اتفاق کہنا ہی حد سے زیادہ بے وقوفی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بلانا ہے اور اللہ تعالیٰ ویسے ہی نیک بندوں کا رخ اس طرف پھیر رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

تو خدا کی تقدیر یہ فیصلے کرتی ہے کہ کب موسم آیا ہے پھل کے پکنے کا، کب نیک روحوں کو سمیٹنے کی کوشش ہونی چاہئے، کب خدا کی طرف سے آسمان سے ایسے نشان اتریں کہ نیک روحیں ان نشانات کو دیکھ کر خدا کے رستے کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ سب وہ تقدیر کے پہلو ہیں جو ہمیں دکھائی نہیں دے رہے مگر اللہ کی ہر بات سوچی سمجھی ایک تدبیر کے مطابق رونما ہوتی ہے۔

پس اس دور میں اللہ کو حسن کی تلاش ہے اور وہ آپ کی کوشش کے بغیر بھی اکٹھے کر کر کے لا رہا ہے پس جو آپ کی کوشش ہے اس کو جب پھل لگتے ہیں تو دراصل یہ بھی خدا ہی کی تدبیر کا ایک حصہ ہے اور خدا کی تدبیر کو تقدیر بھی کہتے ہیں۔ اللہ اس کو تدبیر بھی کہتا ہے قرآن قریم میں۔ "**یدبر الامر**" وہ تقدیروں کے فیصلے، امر یہاں تقدیر ہے، اللہ تدبیر کے ذریعے کرتا ہے۔ تو تقدیر سے بالا ایک تدبیر ہے جو خدا کی تدبیر ہے۔ تو اس پہلو سے خدا کی تدبیر نے جو تقدیر ہم پر کھول دی ہے وہ تمام دنیا کی سعید روحوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کی تقدیر ہے۔ اس کے لئے خدا تعالیٰ نے جو ہمیں طریق سمجھائے ہیں ان میں سے یہ ایک طریق ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں اچھے لوگوں کی تلاش کریں اللہ کو ان کی ضرورت ہے اور جن میں کم حسن ہے ان میں حسن پیدا کریں کیونکہ جو نسبتاً کم حسن رکھتے ہیں ان کو حاصل کرنے کے لئے محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے تو آپ کا فرض ہے کہ پھر حسن پیدا کریں۔ اگر آپ حسن نہیں پیدا کریں گے تو آپ کے ہاتھ وہ پھل نہیں لگیں گے جن کی آپ کو حرص ہے اور حرص بھی بے جا ہے کیونکہ گندوں کو شامل کرنا اور نام کے طور پر تعداد بڑھانا یہ تو دعوت الی اللہ کا مقصد ہی نہیں ہے۔ دعوت الی اللہ کے نتیجے میں جب تعداد بڑھتی ہے تو نیکی کو تقویت دینے کی خاطر بڑھتی ہے اور اس پہلو سے تعداد کا بڑھنا مفید ہے۔ مگر گند اکٹھا کرلیں، بد اکٹھے کرلیں تو یہ دعوت الی اللہ کے مقصد کے بالکل منافی مقصد ہے بلکہ جو کچھ دعوت الی اللہ ہوئی ہے اس کو نقصان پہنچانے والا مقصد ہے۔ تو آپ یاد رکھیں آپ نے پہلا کام اچھوں کی تلاش، دوسرا کام اچھی باتیں تلاش کرکے ان کو ابھارنا اور ان کے ذریعے حسن کو بڑھانا ہے اور یہ جو کام ہے اس کے لئے بھی حکمت چاہئے تبھی خدا تعالیٰ ہمیشہ دعوت کے مضمون کے ساتھ حکمت کا مضمون باندھتا ہے۔

> **جن کو آپ خدا کے رستے کی طرف بلاتے ہیں ان میں خوبیوں کی تلاش کریں بلکہ ان کو چاہیں جو اچھے ہیں جن کی خوبیاں دکھائی دے رہی ہیں۔**

اب ایک شخص کی خوبی کو پہچان لیں اور اس کا ذکر اس سے کریں تو خواہ وہ کیسا ہی بد ہو اس کا دل دراصل یہی چاہتا ہے کہ میں اچھا ہوں اور جب کوئی شخص اس کی کسی اچھی بات پر نظر ڈالے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے خواہ سر سے پاؤں تک بدیوں سے وہ داغ دار ہو اس کے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ہوتی ہے۔ آپ میں اگر پہچان ہے، اگر عرفان ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کسی کی خوبی کو پہچان کر اس پر کام کریں، نہ کہ اس کی بدیوں سے بات شروع کریں۔ بدیوں پر غلبے کے لئے کوئی وہاں Foot Hold ہونا ضروری ہے۔ جب فوجیں کسی دوسرے ملک پر حملہ کرتی ہیں تو اس کو فتح کرنے کے لئے پہلے وہاں ایک چھوٹی سی جگہ تجویز کرتے ہیں کہ یہاں ہم اتریں، یہاں اپنا وہ قدم جمائیں جس قدم کے جمانے کے بعد پھر ہم اردگرد کام کر سکتے ہیں۔ تو یہ بھی بے ہودہ طریق ہے کہ پہلے بدیوں پر ہی حملہ کردو۔ قدم جمانے کے لئے اپنے مزاج کی چیز پر قدم جمایا جاتا ہے۔ جو سرزمین قبول کر سکے کسی فوجی یلغار کو اسی کو چنا جاتا ہے۔ پس حکمت عملی کا تقاضا یہ ہوتا ہے اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے یہاں تک کہ ابھی زائر میں جو انگلستان کا یہاں سے فوجی وفد روانہ ہونے والا تھا اس کے کمانڈر نے اپنے بیان میں یہ بات بھی داخل کی۔ ان سے پوچھا کسی ٹیلی ویژن کے ایک سوال کرنے والے نے کہ آپ کیسے کام کریں گے۔ اس نے کہا سب سے پہلے تو ہم دیکھیں گے کہ وہاں قدم جمانے کے لئے کون سی جگہ موزوں ہے جب تک ہمیں وہ جگہ نہ مل جائے ہم کامیاب نہیں ہو سکتے تو جائزہ لے کر اس جگہ کو ڈھونڈیں گے پھر وہاں قدم جمائیں گے پھر اردگرد کا کام آسان ہو جائے گا۔ تو کسی انسان کو دعوت دے کر بلانے سے پہلے اس کے دل میں وہ جگہ تو ڈھونڈیں جس میں آپ کا قدم زات، آپ کی سچائی کا قدم مضبوطی کے ساتھ گڑ جائے اور وہ خوبیوں کی جگہ پر ہوگا۔ یہ ایسا ہونا صرف خوبی کی جگہ پر ممکن ہوگا۔ یہ نہیں کہ ہر اس کی عادت کے ساتھ اپنا تعلق باندھنا، اگر اکثر بد ہے تو آپ کو بد ہوئے بغیر اس سے تعلق قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ پس خوبی کی تلاش کرنا اور اس سے تعلق باندھنا ضروری ہے پھر ماحول کو رفتہ رفتہ خوبیوں میں تبدیل کرنے کا کام ممکن ہے۔ اور وہ شخص جس کے ساتھ یہ تعلق قائم ہو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ ضرور آپ کی نیکی سے پہلے سے زیادہ مغلوب ہوتا چلا جاتا ہے اور متاثر ہوتا چلا جاتا ہے۔ بچوں کی تربیت میں بھی یہی حساب ہے کسی بچے کو مائیں ڈانٹ ڈانٹ کر ٹھیک کرنے کی جتنی مرضی کوشش کرلیں کبھی بھی نہیں ہوتا بلکہ بعض دفعہ بغاوت پیدا ہوتی جاتی ہے ضد ہوتی چلی جاتی ہے۔ میں جب دورے کرتا ہوں تو بسا اوقات مائیں ایسے بچوں کو لے کے آتی ہیں کہتی ہیں ہماری تو بات ہی نہیں مانتا، یہ تو سرکش ہی ہوتا چلا جا رہا ہے اور جب وہ کہہ رہی ہوتی ہیں میں اس کے بچے کی آنکھوں میں غیظ و غضب دیکھ رہا ہوتا ہوں اور بھی زیادہ متنفر ہو رہا ہوتا ہے ماں باپ سے کہ ہمیں تو یہ ملانے کے لئے لائے تھے کہ ٹیلی ویژن پہ ہم جس کو دیکھا کرتے تھے اس سے ملاقات ہوگی اور وہ ہمیں چاکلیٹ بھی دے گا تو اس کو تو ہمارا دشمن بنا رہے ہیں یہ۔ تو وہ پہلے سے زیادہ متنفر ہو جاتے ہیں۔ پھر میں ان کو آگے بلاتا ہوں پیار سے اور کافی ان میں غصہ آ چکا ہوتا ہے اس وقت تک، پیار کرکے، تھپکا کر، آہستہ آہستہ باتیں کرکے ان کا خوف دور کرتا ہوں۔ کہتا ہوں ماں باپ کی بات نہ سنو، تم تو اچھے ہو، اندر سے تم اچھے ہو نا آخر۔ کہتے ہیں ہاں ہم اچھے ہیں تو جب وہ اپنی اچھائی تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر آہستہ آہستہ بعض دفعہ ماں باپ بھی بتانے لگ جاتے ہیں کہ ہاں اس میں یہ بات تو ہے۔ تو میں نے کہا جب یہ بات ہے تو کیوں آپ نے اس کو بد بنا کر پیش کیا۔ پھر اس سے باتیں ہوتی ہیں رفتہ رفتہ، بلا استثناء آج تک میں نے کبھی اس حکمت عملی کو جو خدا کی سکھائی، قرآن کی حکمت عملی ہے ناکام ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ اپنی خوبیوں کو جب بیان ہوتا دیکھتا ہے اور اس خوبی کے حوالے سے میں اس سے وعدے لیتا ہوں کہ تم نے اب یہ کام بھی نہیں کرنا وہ بھی نہیں کرنا تو وعدے کرتا ہے اور اگلی ملاقات میں یا بعض دفعہ خطوں کے ذریعے ماں باپ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ واقعۃً تبدیل ہو گیا ہے اور پھر وہ مستقل تبدیلی رہتی ہے۔

ایسے بچے بھی جن کو سکول کے اساتذہ تبدیل نہیں کر سکے اور ماں باپ کو شکایتیں کرتے تھے کہ شاید یہ پڑھنے کے قابل ہی نہ سمجھا جائے اس میں یہ برائیاں ہیں جب ان سے اس طریق پر بات کی جو خوبصورتی کی تلاش اور خوبصورتی پر عمل درآمد کرکے اس کے اندر نیا حسن پیدا کرنا ہے تو اس کے بعد، یعنی ایسی مثالیں ہیں جو معین میں بیان کر رہا ہوں کوئی فرضی باتیں نہیں کر رہا، ان کے ماں باپ نے بتایا کہ اساتذہ نے تعریف کی ہے اس کی اب کہ اس بچے میں تو انقلاب آگیا ہے۔ تو آپ نے جو باتیں بچے میں انقلاب کرنے کے لئے [illegible] وہ ساری دنیا میں وہی کام آئیں گی۔ ان باتوں میں انسانی فطرت ہے جو مرکزی نقطہ ہے وہ ہر [illegible]ے، جوان، مرد، عورت سب میں برابر ہوتی ہے اور یہی حکمت عملی ہے جو دنیا کو دعوت الی اللہ کی طرف بلانے میں کامیاب ہوگی۔

تو اپنے تعلقات بڑھائیں محض پیغام نہ دیں۔ گرد و پیش احسان کا مضمون جاری کریں اور پھر خوبیوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کی خوبیوں کو آگے بڑھائیں۔ جب خوبیوں میں ایک قسم کا بڑھنے کا مادہ از خود جاگ اٹھے گا تو آپ سمجھیں گے کہ آپ کام کر رہے ہیں، دراصل اللہ کی تقدیر کام کرتی ہے گویا TAKEOVER کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اور پھر اسے کھینچ کر اپنی طرف لے آتا ہے۔ چنانچہ یہ آیت اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے یوں بیان کرتی ہے "**و یھدی من یشآء الی صراط مستقیم**" پھر جسے اللہ تعالیٰ پسند کرنے لگتا ہے اسے صراط مستقیم کی طرف لے آتا ہے۔ "**من یشآء**" میں کون "**من**" ہے "**للذین احسنوا**" یہ جو فعل ہے اللہ تعالیٰ کا "**یھدی من یشآء**"۔ "**یھدی للذین احسنوا**" ہے اصل میں "**ل**" کا تعلق "**یھدی**" سے لگتا ہے اور بھی اس میں مضامین ہیں اگر وقت اجازت دے گا تو میں اس کو سمجھاؤں گا۔ لیکن پہلی بات یاد رکھیں کہ اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے جو "**احسنوا**" جو اپنی بدیوں کو دور کرکے حسن میں تبدیل کرتے ہیں۔

"**احسنوا**" کا جو لفظ ہے یہ بہت وسیع معنے رکھتا ہے، ایک یہ کہ وہ لوگ جو احسان کریں کسی پر ان

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SOniky
NIR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

کا اللہ مددگار بن جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ دوسروں کی بدی کو دور کرکے حسن میں تبدیل کریں۔ تیسرا یہ کہ اپنے حسن کو اور بھی زیادہ اجاگر کریں۔ پس یہ تین چیزیں بیک وقت شروع ہونی چاہئیں اور ساتھ ساتھ چلتی رہنی چاہئیں۔ پس " للذین " کا ایک معنیٰ تو یہ ہے کہ ہدایت ان کو دیتا ہے۔ دوسرا آیت کا یہ ٹکڑا اپنی ذات میں ایک مکمل الگ مضمون بھی رکھتا ہے اور وہ اس طرح ہوگا کہ " للذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ " وہ لوگ جو احسان کرنے والے ہیں ان کے لئے " حسنیٰ " ہے یہاں " الحسنیٰ " جواب ہو جائے گا " للذین " کا۔ وہ لوگ جو احسان کرنے والے ہیں ان کا کیا ہے؟ ان کے لئے " حسنیٰ " ہے۔ " وزیادۃ " بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔

> **پہلے خدا کے اچھے صاف ستھرے بندوں کی تلاش کریں، وہاں سے دعوت الی اللہ شروع کریں، تھوڑے وقت میں آپ کو زیادہ پھل ملے گا۔**

اب " حسنیٰ " کیا ہوتی ہے۔ " حسنیٰ " کا عام معنیٰ تو ہے اچھی بات لیکن اہل لغت بیان کرتے ہیں کہ " حسنیٰ " کسی خوبی کا درجہ کمال تک پہنچنا ہے اور اس کو SUPERLATIVE DIGREE جو انگریزی میں کہا جاتا ہے وہی " حسنیٰ " پر بھی صادق آتا ہے۔ افضل اور تفضیل کا جو صیغہ ہے۔ جو معنے اس میں پائے جاتے ہیں وہ " حسنیٰ " لفظ میں پائے جاتے ہیں سب سے اچھی، سب سے اعلیٰ۔ تو " للذین احسنوا " اگر آپ " احسنوا " فعل کو الگ بیان کرکے ذرا رکیں اور پھر کہیں " الحسنیٰ " ۔ ان کے لئے " حسنیٰ " ہے تو گویا آیت کا یہ ٹکڑا اپنی ذات میں مکمل آیت بن جاتی ہے اور یہ ایسی بات ہے جس کو کھینچ تان کر بنانے کی ضرورت نہیں بعینہٖ یہی معنیٰ اس کے اندر داخل ہے۔ پس " للذین احسنوا " وہ لوگ جو اس کام میں مصروف ہوتے ہیں کہ دوسروں پر احسان کر رہے ہیں، دوسروں کے حسن کو بہتر بنا رہے ہیں پھر خدا کی تقدیر ان کے اندر بھی ان کے حسن کو بڑھانے لگتی ہے یعنی یہ جزا کے طور پر ہے اور لفظ " زیادۃ " نے صاف بتا دیا کہ جزا ہی مراد ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بندے کے اعمال کی جزا ان کے حقوق سے ہمیشہ زیادہ دیتا ہے۔

فرمایا وہ لوگ جو دعوت الی اللہ کر رہے ہیں لوگوں کو بلا رہے ہیں خدا کی طرف یعنی دارالسلام کی طرف بلا رہے ہیں کیونکہ اللہ بھی دارالسلام کی طرف بلاتا ہے ان کو جزا کے طور پر اللہ تعالیٰ یہ توفیق بخشتا ہے کہ ان کی اپنی خوبیاں بڑھ کر " حسنیٰ " کا مقام حاصل کر لیتی ہیں یعنی درجہ کمال کو جا پہنچتی ہیں " وزیادۃ " اور جب درجہ کمال کو پہنچ گئیں تو " زیادۃ " کیا ہوا۔ " زیادۃ " میں وہ شعلہ نور والی بات ہے جو میں پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا حسن اس آیت میں جو آیت نور ہے اس میں درجہ کمال تک پہنچتا ہوا دکھایا جا رہا ہے اس سے آگے وہ بڑھ نہیں سکتا بھڑک اٹھا ہے، پھر زیادہ کیسے ہوا۔ اس لئے کہ اللہ کا نور اس میں اتر آیا اور جب اللہ کا نور اتر آیا ہے تو انسانی درجہ کمال کا مقام ختم ہو گیا پھر خدا کے کمال میں سفر کا مضمون شروع ہو جاتا ہے اور وہ لامتناہی ہے۔

پس بہت ہی عظیم اجر کا دعویٰ ہے جو داعیین الی اللہ کے لئے ہے کیونکہ سارا مضمون ہی وہ ہے اور اتنا عظیم الشان دعویٰ ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، کوئی آخری اس کا کنارہ نہیں ہے۔ جو لوگ بھی خدا کی خاطر حسن پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اور حسن کے ساتھ لوگوں پر احسان کریں گے ان کے لئے خدا وعدہ فرماتا ہے کہ ان کے حسن کو اس حسن کی صلاحیتوں کے آخری کناروں تک پہنچا دے گا جس سے بڑھ کر انسان میں حسن ہو نہیں سکتا۔ جب وہاں پہنچ گیا، اپنے درجہ کمال کو پہنچ گیا پھر اپنے حسن کا نور ان پر اتارے گا اور پھر کوئی اس کی انتہا نہیں ہے " زیادۃ " ہی بس ایک لفظ ہے جو بیان کیا جا سکتا ہے کیونکہ " زیادۃ " میں سب سے زیادہ کی بحث نہیں چھیڑی گئی، ہو ہی نہیں سکتی تھی، ان کا نور پھر خدا کے تعلق کی بناء پر، اس سے وصل کے نتیجے میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔

پس آپ دعوت الی اللہ کے اس اعلیٰ عرفان سے آراستہ ہو کر جو اس آیت کریمہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے پھر سفر شروع کریں ان لوگوں کی تلاش کریں جن کو خدا کی طرف بلانا ہے ان کی خوبیوں پر نظر رکھیں ان کی تلاش کریں جس طرح اللہ خوبیوں پر نظر رکھتا ہے اور تعلق جوڑتا ہے بعینہٖ یہی مضمون ہے جو یہاں ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بندے اور خدا کے تعلق میں یہی معرفت کا نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کا غیر اللہ سے تعلق کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ ہر غیر اللہ محدود ہے، ہر غیر اللہ کوئی نہ کوئی نقص رکھتا ہے، ہر انسان خواہ کتنا بھی خوبصورت دکھائی دے جب خدا کے زاویہ نظر سے اس کو دیکھیں گے اس میں نقائص دکھائی دیں گے اس میں کمزوریاں نظر آئیں گی۔ اول تو بندوں کے نقطہ نظر سے بھی بے شمار کمزوریاں ہیں۔ انسان کا اپنا نقطہ نظر جو ہے جہاں سے وہ اپنی ذات کو جانچتا ہے اگر وہ اچھا اور سچا ہو تو انسان اپنے اندر اتنی بدیاں پائے گا کہ اس کے ہوش و حواس گم ہو جائیں گے۔ وہی ظفر کا شعر ہے جو میں پہلے بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں ہر دفعہ اس موقع پر مجھے یاد آتا ہے چونکہ اچھا ہے اس لئے میں اس کو بار بار بیان کرنے سے تھکتا نہیں۔ بہادر شاہ ظفر نے اس نکتے کو اردو شعر میں بہت عمدگی سے بیان کیا وہ کہتا ہے

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر

اپنے حال سے جب تک غافل تھے لوگوں کے عیب و ہنر تلاش کرتے رہے۔

پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اپنی برائیاں دکھائی دینے لگیں تو اتنی زیادہ تھیں کہ ان کے مقابل پر کوئی بھی برا دکھائی نہیں دیا۔

اب بظاہر یہ ایک شعری مبالغہ ہے لیکن میرے نزدیک ظفر نے خواہ حقیقت کو پہچان کر کہا تھا یا شعر کو خوبصورت بنانے کے لئے کہا تھا جو بات کہہ گیا وہ بات بالکل سچی ہے۔ کیونکہ انسان دوسرے کی برائیاں زیادہ دیکھ سکتا ہی نہیں جتنی مرضی تلاش کر لے۔ ہر انسان نے اپنی برائیوں پر اتنے پردے ڈھانپے ہوئے ہوتے ہیں اور اتنی احتیاطیں برتی جاتی ہیں کہ اس کی برائیاں دکھائی دینا شاذ کا کام ہے۔ وہ جو بد آپ کو دکھائی دیتے ہیں بے حیا بھی ہوں تب بھی آپ کو نہیں پتہ کہ جو دکھائی دے رہی ہیں برائیاں وہ تو جس طرح ایک آئس برگ کی ٹِپ ہوتی ہے برف کا تودہ جو سمندر میں تیر رہا ہے ایک بٹا دس صرف نظر آتا ہے اس کا باقی سب چھپا ہوتا ہے۔ تو برائیاں ساری کی ساری تو کسی کی پتہ لگ ہی نہیں سکتیں صرف ایک ہے وجود جس کی برائیاں آپ کو پتہ لگ سکتی ہیں وہ آپ کا اپنا وجود ہے اور اگر آپ دیانت داری سے اپنی برائیاں تلاش کر لیں تو "نگاہ میں کوئی برا نہ رہا" والا مضمون ضرور سچائی کے ساتھ صادق آئے گا۔

پس جب یہ حال ہے انسان کا تو اللہ کا تعلق کیسے قائم ہو جائے۔ بدوں کے ساتھ تو تعلق قائم نہیں ہوا کرتا۔ اس نکتے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جس طرح سمجھایا حیرت انگیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی بات پر دل بے اختیار عاشق ہوتا ہے اچھل اچھل کر، جس طرح دودھ کے لئے بچے کا دل اچھلتا ہے اور بچے کی پکار پر ماں کا دل اچھلتا ہے اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر طالب حق کا دل بے اختیار سینے میں اچھلنے لگتا ہے۔ دیکھیں کیسا نکتہ بیان فرمایا، فرمایا خدا کی مخلوق ہے، ناممکن ہے کہ وہ کلیتہً حسن سے خالی ہو کیونکہ جب خالق حسین ہے تو اس کے نقش کو چاہے جتنا مرضی آپ گندا کر دیں کہیں نہ کہیں سے اس کا حسن ضرور جھانکے گا۔ مٹی ہوئی چیزیں بھی اپنے سابقہ حسن کی داستان خود دہراتی ہیں۔ کھنڈروں کو دیکھیں بڑی بڑی عمارتوں، بڑے بڑے عظیم محلات کے کھنڈر بھی بظاہر جنوں، بھوتوں اور گیدڑوں اور بچھوؤں اور سانپوں کی آماجگاہ بن جاتے ہیں مگر جب آپ ان کا معائنہ کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں تو آپ کو دکھائی دیتا ہے کہ کسی زمانے میں بہت خوبصورت عمارتیں تھیں کیونکہ حسن کا نقش کلیتہً مٹ ہی نہیں سکتا۔ پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ کلیتہً بد ہی ہوگی، کوئی انسان حسن سے عاری ہو گیا ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ جب بندے سے تعلق رکھتا ہے تو اس حسن کے مقام پر اپنے قدم صدق کو جماتا ہے۔ وہاں اپنا سچائی کا قدم رکھتا ہے جو حسین اور ستھرا مقام ہے۔ پس جس طرح فوجیں MOVE کرتی ہیں فتح کرنے کے لئے ایک علاقے کو اور وہاں ایک WAR HEAD بناتی ہیں جہاں سے پھر انہوں نے آگے جنگ لڑنی ہے۔ اللہ جب یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے کسی بندے کے دل میں اتر آنا ہے تو اس کو پتہ ہے کہ میرے بندوں کی کون کونسی خوبیاں ان میں ابھی

STAR CHAPPALS ☎ 5457153
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P. 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

ولادت۔ میری بیٹی عزیزہ رخسانہ مبشر اہلیہ مبشر احمد آف ممبئی کو خدا تعالیٰ نے مورخہ 7 دسمبر 1996 کو بیٹی سے نوازا۔ نومولودہ مکرم عباس ایو صاحب آف بھاگلپور کی پوتی ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر /50 روپے۔ (سید عقیل احمد جمشید پور بہار)

بھی قائم ہیں۔ وہاں وہ قدم رکھتا ہے اور پھر وہاں سے وہ پھیلنا شروع ہوتا ہے اور اس کی بدیوں کو خوبیوں میں تبدیل کرنے لگتا ہے۔ تو آپ کے لئے بھی یہی حکمت عملی ہے۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ کوئی بندہ حسن سے کلیۃً عاری ہو۔ آپ کے پاس کافی گنجائش موجود ہے کہ آپ خدا کے بندوں کے حسن کو تلاش کریں،

ان کی خوبیوں پر نظر رکھیں اور انکساری اس کے ساتھ یہ رکھیں کہ اپنے وجود کی بدیوں پر بھی نگاہ ڈالیں تاکہ جب آپ کسی وجود کو برا دیکھ رہے ہوں اور خوبیوں کے لئے محنت کر رہے ہوں، کوشش کر رہے ہوں کہ پتہ کریں تو غلطی سے کہیں دماغ میں یہ غرور نہ سما جائے کہ آپ ہی سب سے اچھے ہیں۔ اس لئے دوسرا پہلو اس کا یہ ہے اپنے حال پر نظر رکھتے ہوئے آگے بڑھا کریں، انکساری کے ساتھ۔ اور پھر جو خوبصورتی ہے اس کے ساتھ جب آپ تعلق جوڑیں گے تو آپ کے ذریعہ پھر اللہ اس سے تعلق جوڑے گا۔ کیونکہ جو خدا کے بندے خدا کی خاطر کام کرتے ہیں اللہ ان سے بڑھ کر ان کی خاطر کام کرتا ہے ورنہ اللہ چاہتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے بغیر ہی ساری دنیا کی اصلاح نہیں فرما سکتا تھا!؟ مگر بندوں میں سے اس نے چن لیا۔ یہ بھی اس کے احسانات میں سے ایک بے حد خوبصورت احسان ہے کہ بندوں کو یہ اثر دیا کہ تم آپ ہی اپنے لئے کام کر رہے ہو۔ اور تم کروگے تو پھر میں تمہارا ساتھ دوں گا، پھر تمہاری مدد کروں گا۔ پس اس پہلو سے جب خدا کا کوئی بندہ داعی الی اللہ، اللہ کی خاطر دعوت دے گا اور محنت کرے گا اور سفر اختیار کرے گا اور کوشش کرے گا، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کی دعوت کو پھل نہ لگیں۔

دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں جب تعداد بڑھتی ہے تو نیکی کو تقویت دینے کی خاطر بڑھتی ہے اور اس پہلو سے تعداد کا بڑھنا مفید ہے۔

اس ضمن میں آپ یاد رکھیں کہ بہت سے داعی الی اللہ جو یہ کہتے ہیں ہم کوشش تو بڑی کر رہے ہیں، ہم نے تو سب کچھ پورا کر دیا اب اللہ کے اختیار میں ہے، کچھ نہیں ہو رہا تو وہ خدا پر الزام لگاتے ہیں اور یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ ہم صحیح کوششیں کر رہے ہیں۔ اگر کوششیں اس اخلاص کے ساتھ ہوں جو خدا چاہتا ہے، اگر نیتیں پاک ہوں، دل پاک اور صاف ہوں، اگر اپنے اندر بھی "احسنوا" کا عمل بھی جاری ہو چکا ہو۔ یعنی دوسروں کے اوپر صرف احسان اور ان کو بہتر بنانے کا تعلق جاری نہ ہو بلکہ اپنی ذات میں بھی یہ کام جاری ہو چکا ہو تو خدا کا یہ وعدہ کیوں پورا نہیں ہوگا کہ "للذین احسنوا الحسنیٰ" کہ جو لوگ اپنے آپ کو اچھا بنانا چاہتے ہیں، پہلے تو میں نے دوسروں کے حوالے سے بات کی تھی اب میں اس حوالہ سے آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ ان کے لئے تو لازم ہے کہ اللہ ان کو "حسنیٰ" عطا کرے گا۔ "وزیادۃ" اور اور بھی زیادہ۔ "زیادۃ" میں ایک اور مضمون یہ ہے کہ بہت سی خوبیاں جن کا آغاز کے لحاظ سے بھی کوئی وجود ان میں نہیں تھا۔ یعنی ان سے کام شروع ہو ہی نہیں سکتا تھا وہ نئی خوبیاں بھی ان کو عطا کرنے لگے گا۔ تو ایک "زیادۃ" کا وہ مفہوم تھا کہ اللہ اپنے فضل کے ساتھ اپنے حسن کا ان کے ساتھ رابطہ قائم کرلے گا۔ وہ بہت ہی دلکش مضمون ہے لیکن روزمرہ جاری و ساری مضمون ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جو حسن کے لئے جدوجہد کرتے ہیں، حسن کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ غیروں کا بڑھائیں گے خدا کی خاطر تو اللہ ان کا بڑھائے گا۔ اگر وہ اپنا بڑھائیں گے تاکہ غیر خدا کا حقیقی نمائندہ سمجھتے ہوئے اور خدا کی طرف سے آیا ہوا پہچان کر ان کی آواز پر لبیک کہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارے اندر "حسنیٰ" پیدا کروں گا، تمہیں بہت ہی خوبصورت بنا دوں گا۔ یعنی وہ دراصل تمہاری کوشش سے نہیں ہوگا خدا کی خاطر کوشش کرنے کا پھل ہے کہ تمہارا حسن پہلے سے بڑھ جائے۔ "وزیادۃ" ان معنوں میں ہوگا پھر کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور بھی بہت سی خوبیاں دے گا جو تمہیں پہلے پتہ ہی نہیں تھیں، جن سے تم آشنا نہیں تھے اور جو بھی شخص دعوت الی اللہ کے عمل کو اس طرح کرتا ہے وہ جانتا ہے اس کے تجربے میں آئی ہوئی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی خوبیاں بڑھاتا ہے۔ کئی باتوں کی طرف اس کی پہلے توجہ نہیں ہوتی جب وہ دعوت الی اللہ کے میدان میں اترتا ہے تو اس کی خوبیاں علم میں بھی بڑھ رہی ہوتی ہیں، عمل میں بھی بڑھ رہی ہوتی ہیں، اور وہ ہمیشہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

اس کے آخر پر قرآن کریم اس نتیجہ پر اس آیت کو ختم کرتا ہے، یعنی ابھی آیت جاری ہے مگر میں نے صرف جو نتیجے کا پہلا حصہ ہے وہ آج بیان کرنے کے لئے چنا ہے، "ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ" ایسے لوگوں کے چہروں پر خدا کبھی سیاہی نہیں چڑھنے دے گا۔ اور کبھی ان کو ذلیل اور ناکام نہیں ہونے دے گا۔ کتنا عظیم الشان دعویٰ ہے۔ کتنا عظیم الشان وعدہ ہے۔ حسن تو اپنی ذات کے حوالے سے اس کو پتہ لگ ہی جائے گا جب بڑھے گا لیکن دشمن تو بدی کی تلاش میں رہتا ہے اور دشمن بعض دفعہ خدا کی طرف سے عطا فرمودہ حسن کو پہچانتا ہی نہیں کیونکہ اس کی غلیظ، گندی نظر صرف بدیوں کی تلاش میں ہے اور بعض دفعہ اتنی زہریلی ہو جاتی ہے کہ اس کو حسن بھی برا دکھائی دینے لگتا ہے۔ جس کے مذاق ہی بدل جائیں ان کو حسن اچھا نہیں لگتا۔ اب چند دن ہوئے ایک جگہ سے یہ اطلاع ملی کہ ہمارے بچے تو ایم.ٹی.اے میں دلچسپی نہیں لیتے اس لئے ایم.ٹی.اے کو ایسا بنائیں کہ وہ دلچسپی لینے لگیں۔ میں ان کو لکھوا رہا ہوں کہ آپ وہ ٹیلی ویژن کیوں نہیں دکھاتے جس میں ان کو دلچسپی ہے۔ ہمارے ٹیلی ویژن کو ویسے کیوں بنوا رہے ہو۔ جس میں ان کو دلچسپی ہے وہ گندگی کے پروگرام ہیں، وہ جنوں بھوتوں کے پروگرام ہیں، وہ آفتوں کے، ڈائنوں کے، بلاؤں کے پروگرام ہیں، خوفناک وجود جو آسمان سے اتر رہے ہیں دنیا کے وجود کچھ ان کے مقابلے کر رہے ہیں، فرضی کہانیاں، جھوٹے قصے۔ آپ نے ان کے مذاق بگاڑ دیئے ہیں تو ہم کیوں اپنے ٹیلی ویژن کا مذاق بگاڑیں۔ ان کو ان میں کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔ بس وہ حسن کو برا دیکھ رہے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے بچوں کو اس حد تک دنیا کے گندے ذوق سے لذت اندوز ہونے کی چھٹی دے رکھی تھی، اب ذوق بگڑ رہے ہیں اور ہمیں کہتے ہیں ہم اپنا مزاج ان کی خاطر بگاڑ دیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ آپ کے بچوں کا جو مزاج ہے وہ آپ نے بگاڑا ہے۔ آپ کا یہ حق نہیں کہ ہمارا مزاج بھی بگاڑیں آپ۔ اور ہم جو سچا ذوق اور سچائی کی محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ آپ کے بچوں کو دلچسپی نہیں ہم یہ بات چھوڑ دیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ اچھی باتوں میں دلچسپی نہیں لیں گے تو آپ کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے آپ کی نسلیں ضائع ہو جائیں گی کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا۔

اس لئے اول تو یہ بھی ایک متکبرانہ بات ہے کہ جی ہمارے بچے تو بڑے اونچے ہیں آپ کے ٹیلی ویژن سے اونچے وونچے کوئی نہیں ہیں، بگڑے ہوئے ہیں، نیچے ہیں۔ اور آپ ان کو اونچا اٹھائیں گے تو وہ اٹھ جائیں گے۔ کچھ دیر ساتھ بیٹھ کر بعض پروگرام دکھائیں تو ان کے اندر دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ بلکہ آپ کے مزاج بگڑے ہوئے ہیں اس لئے بچوں کے بگڑے ہیں اور بچوں کے جلدی سنبھلیں گے آپ کی نسبت زیادہ جلدی اصلاح پذیر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اکثر اگر سو فیصد نہیں تو اکثر صورتوں میں ماں باپ یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے بچوں نے تو مصیبت ڈالی ہوئی ہے اور کوئی ٹیلی ویژن دیکھنے ہی نہیں دیتے۔ ایک ماں ڈیڑھ سال کا بچہ لے کر آئی کہ یہ تو جب بھی ٹیلی ویژن آن ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ ٹیلی ویژن دکھاؤ۔ بول بھی نہیں سکتا، اشارہ کرتا ہے میری طرف کہ جس میں وہ آتا ہے اور دوسرا ٹیلی ویژن دیکھیں تو رونے لگ جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے بچے پکڑ لئے ہیں اب اللہ کے فضل سے جماعت کے۔ تو اگر آپ کو وہم ہے کہ آپ ان کی تربیت کریں گے اب بچے آپ کی تربیت کریں گے۔ مگر یہ باتیں جو ہیں یہ درست نہیں ہیں کہ یہ چھوٹی چیزیں ہیں۔ ہم اعلیٰ درجہ کے ملک کے اعلیٰ ٹیلی ویژن دیکھنے والے لوگ ہیں، ہمارے جیسے دکھاؤ۔ تو میں نے کہا کہ پھر تم اپنے پروگرام بناؤ اور اپنا ٹیلی ویژن بھی بنالو ساتھ ہی۔ ایسے پروگرام بناؤ گے جو سب کی اصلاح کے لئے ہوں اور سچائی پر مبنی ہوں ان میں لغو اور جھوٹی باتیں اور جھوٹے انداز نہ ہوں تو پھر ہمیں دو ہم بنا بنا کر تمہیں بھی دکھائیں گے۔ دنیا کو بھی دکھائیں گے۔ لیکن بگڑے ہوئے ذوق کی ہم متابعت کبھی کسی صورت میں نہیں کر سکتے۔

پس یہ ساری وہ باتیں ہیں جن کا اس آیت کریمہ میں اشارۃً ذکر ہے مگر واضح اشارے ہیں۔ جب آپ کریدتے ہیں تو صاف دکھائی دینے لگتے ہیں۔ "ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ"۔ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ داعی الی اللہ اگر خدا کی خاطر دنیا میں خوبیاں پھیلانے کا عزم لے کر اٹھے گا تو خدا اس کے چہرے کو کبھی ذلیل نہیں ہونے دے گا۔ اس کے چہرے پر کبھی سیاہی نہیں چڑھے گی۔ اور یہ وعدہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے۔ چنانچہ آیت کا بقیہ حصہ جنت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کہ پھر ان کے لئے ہمیشہ کی جنتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کو سمجھ کر اس کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جتنا آگے بڑھائیں گے اتنا ہی خدا کی طرف سے "زیادۃ" عطا ہوتا چلا جائے گا۔

لولاك لما خلقتُ الافلاك

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدرآباد

تندرستی ہزار نعمت ہے

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کررہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) PH. 040-219036 INDIA

شریف جیولرزؒ

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون 649-04524

نوبل انعام یافتہ عظیم سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں

(روزنامہ الفضل ربوہ کی ایک خصوصی رپوٹ)

قارئین بدر کو قبل ازیں علم ہو چکا ہے کہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات لندن میں 21.4.96 کو ہو گئی تھی۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین نے لندن میں آپ کا نماز جنازہ پڑھایا تھا جس کے بعد آپ کی نعش کو ربوہ پاکستان لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ تفصیلی رپورٹ جماعت احمدیہ پاکستان کے آرگن روزنامہ الفضل سے نقل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

ربوہ 25 نومبر 1996 پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنسدان جماعت احمدیہ کے قابل فخر وجود عالمی شہرت اور بے شمار بین الاقوامی اعزازات کے حامل محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو آج یہاں دن کے ساڑھے گیارہ بجے بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے احاطہ لجنہ کے وسیع میدان میں جنازہ پڑھایا۔ یہ میدان جنازہ ادا کرنے والوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ احاطہ لجنہ سے باہر بھی جنازہ پڑھنے والے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ ایک اندازے کے مطابق 25 ہزار سے زائد افراد نے جنازہ اور تدفین میں شرکت کی۔

آج صبح چھ بجے سے محترم پروفیسر عبد السلام صاحب کے چہرے کا آخری دیدار کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا جو جنازہ کا وقت ہو جانے کی وجہ سے 9 بجکر 55 منٹ پر روکنا پڑا۔ 10 بجے دارالضیافت سے جنازہ ایمبولینس میں دیگر پانچ اور گاڑیوں کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اور سوا دس بجے احاطہ لجنہ کے وسیع میدان میں پہنچا جہاں احباب کرام صفیں بنائے منتظر تھے۔ دس بجکر پچیس منٹ پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے جنازہ پڑھایا۔ جس کے بعد جنازہ کو کندھوں پر اٹھا کر بہشتی مقبرہ پہنچایا گیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کے دونوں صاحبزادے احمد سلام اور عمر سلام جنازہ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ پونے گیارہ بجے جنازہ بہشتی مقبرہ پہنچا جہاں پر قطعہ نمبر بارہ میں جہاں محترم پروفیسر عبدالسلام صاحب کے والد محترم حضرت چودھری محمد حسین صاحب اور والدہ محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ کی قبریں ہیں وہاں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے ساڑھے گیارہ بجے دعا کرائی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا جنازہ جب احاطہ لجنہ سے روانہ ہوا تو خدمت خلق کے رضاکاروں نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ایک وسیع دائرہ بنا لیا جس کے اندر محترم ڈاکٹر صاحب کے خاندان کے افراد اور جماعت احمدیہ کے چنیدہ افراد موجود تھے۔ بہشتی مقبرہ کے اندر بھی قبر کے گرد ایسا ہی ایک وسیع دائرہ بنایا گیا تھا۔

جنازہ میں شرکت کیلئے ربوہ کے علاوہ دور دور سے احباب جماعت شامل ہوئے۔ لاہور۔ راولپنڈی۔ اسلام آباد۔ فیصل آباد۔ سرگودھا۔ جھنگ۔ بہاولنگر۔ شیخوپورہ وغیرہ کئی شہروں سے احباب نے جنازہ میں شرکت کی۔

لاہور آمد۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا جسد خاکی لندن سے پی آئی اے کی پرواز کے ذریعے اتوار کی صبح لاہور آیا۔ اگرچہ جہاز کی آمد کا وقت پونے آٹھ بجے صبح تھا لیکن جہاز لیٹ تھا۔ 9 بجے کے بعد جہاز آیا۔ ساڑھے نو بجے محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کا جسد خاکی اہل پاکستان کے حوالے کیا گیا مرکز سلسلہ ربوہ سے صدر انجمن احمدیہ کے دو نمائندے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ خارجہ اور محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر امور عامہ کے علاوہ امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور محترم چودھری حمید نصر اللہ خان صاحب اور دیگر احباب لاہور نے جنازہ وصول کیا اور دس بجے دن جنازہ دارالذکر لاہور لایا گیا۔ ائرپورٹ پر بڑی تعداد میں جماعت احمدیہ لاہور کے احباب موجود تھے جہاز رکنے کے بعد امیر صاحب لاہور محترم چودھری حمید اللہ خان صاحب۔ مکرم منیر مسعود صاحب اور مکرم ملک طاہر احمد صاحب جہاز تک گئے محترم ڈاکٹر صاحب کے خاندان کے افراد کیلئے ایک الگ کوسٹر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ائرپورٹ کے عملہ نے بھرپور تعاون کیا اور امیگریشن کے مسائل آسانی سے حل ہو گئے۔

اس موقعہ پر ائرپورٹ پر حکومت پاکستان یا صوبہ پنجاب کی طرف سے کوئی نمائندہ پاکستان کے واحد نوبل انعام یافتہ سائنسدان کے جسد خاکی کا استقبال کرنے کیلئے موجود نہ تھا۔ تاہم مقامی انتظامیہ کے اہلکار کمشنر صاحب لاہور اور ایس ایس پی لاہور موجود تھے پولیس کی بڑی نفری بھی موجود تھی۔ لاہور میں پنجاب یونیورسٹی اور گورنمنٹ کالج کے بہت سے پروفیسر صاحبان اور تقریبا تمام اخبارات کے رپورٹر بھی آئے ہوئے تھے۔ مسٹر شہزاد احمد بھی تشریف لائے تھے جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

دارالذکر میں جنازہ تہہ خانے میں رکھا گیا جہاں احباب لاہور اور اطراف کے قریباً چھ ہزار احباب نے محترم ڈاکٹر سلام صاحب کا آخری دیدار کیا۔ یہ سلسلہ ظہر تک جاری رہا۔ ظہر کے بعد محترم امیر صاحب لاہور نے جنازہ پڑھایا۔ جس میں بہت سے غیر از جماعت بھی شریک ہوئے اور پونے تین بجے 25-30 گاڑیوں پر مشتمل قافلہ بذریعہ موٹروے ربوہ کیلئے روانہ ہوا۔ قافلہ شیخوپورہ سے موٹروے سے اور طالب والا پل کے قریب سرگودھا روڈ پر آگیا۔ اور پھر سیال موڑ۔ احمد نگر سے ہوتا ربوہ پہنچا۔ لاہور کے کمشنر۔ ایس ایس پی۔ ایس پی ایڈمنسٹریشن اور ایس پی ڈسپلن نے رابطہ رکھا۔

لاہور ائرپورٹ پر جو ایک اہم شخصیت جنازہ کے استقبال کیلئے موجود تھی وہ محترم منیر احمد خان صاحب سابق چیئرمین پاکستان اٹامک انرجی کمیشن تھے۔ جو دارالذکر بھی تشریف لائے۔ لندن سے جنازہ کے ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ یعنی دونوں اہلیہ صاحبہ۔ پہلی اہلیہ محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ سے ایک بیٹا محترم احمد سلام اور تین بیٹیاں اور داماد مکرم شہاب الدین سعدی صاحب اور وجیہ باجوہ صاحب اور اہلیہ ثانی اطالوی نژاد محترمہ مسز لوئس جانسن صاحبہ اور ان سے ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادے محترم عمر سلام اور صاحبزادی عزیزہ سعیدہ سلام بھی آئی تھیں۔ دیگر عزیز رشتہ داروں کی تعداد جو لندن سے آئے 18 تھی جبکہ تین افراد امریکہ سے سیدھے لاہور پہنچے۔

لاہور سے جنازہ کے قافلہ کے ساتھ پولیس کی تین اسکارٹ Escort گاڑیاں تھیں ایک آگے ایک درمیان میں اور ایک پیچھے ایک مستقل مسلسل ساتھ رہی جبکہ دیگر اسکارٹ گاڑیاں ہر ضلع کی حدود پر بدل جاتی تھیں۔ چنیوٹ کے اے سی یہاں سے ساتھ شامل ہوئے اور ربوہ داخلے کے وقت اے سی صاحب کی گاڑی سب سے آگے تھی۔

پنڈی بھٹیاں پہنچ کر ربوہ سے گئی ہوئی گاڑیوں نے قافلے کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور جب یہ قافلہ ربوہ پہنچا تو جنازے کی گاڑی کے آگے سات گاڑیاں تھیں جن میں ایک پولیس وین تھی جس کے اوپر لگی لائٹ مسلسل جل بجھ رہی تھی ایک کھلی جیپ تھی جس میں کئی ویڈیو بنانے والے اور فوٹوگرافر سوار تھے ایک کار کی چھت میں سے بھی ایک ویڈیو بنانے والے کیمرہ باہر نکالے ویڈیو بنانے میں مصروف تھے۔

ربوہ آمد۔ جنازہ کا جلوس شام سات بجے ربوہ پہنچا۔ احمد نگر کی سمت سے آنے والا یہ قافلہ مسجد المبارک کی بالکل سامنے والی سڑک پر مڑا۔ جہاں لجنہ اماء اللہ کے دفتر کے قریب چوک سے اہل ربوہ کی بڑی بھاری تعداد دونوں اطراف کھڑی اپنے ہیرو کے استقبال کیلئے چشم براہ تھی۔ ان میں سے کئی لوگ شام پانچ بجے سے کھڑے تھے۔ جنازہ دارالضیافت کے غربی گیٹ پر پہنچا جہاں محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر دیوان محترم میر محمود احمد صاحب۔ محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان۔ محترم کرنل ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ نے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے جسد خاکی کا خیر مقدم کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کا جسد خاکی ایمبولینس میں تھا۔ سرگودھا روڈ سے مڑنے والی سڑک سے لیکر دارالضیافت کے گیٹ تک خصوصی روشنی کا انتظام کیا گیا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف خدمت خلق کے مستعد رضاکار ہاتھوں میں ہاتھ دیئے ایک انسانی دیوار بنائے کھڑے تھے تاکہ نظم و ضبط قائم رکھا جا سکے۔ دارالضیافت کے اندر سات بجکر دس منٹ پر تابوت کو گاڑی سے نکال کر مہمانوں کیلئے مخصوص کمرے میں رکھا گیا جس میں دو ایئر کنڈیشنر چل رہے تھے دو منٹ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ تشریف لائے اور محترم ڈاکٹر صاحب کا آخری دیدار کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کا جسد خاکی لکڑی کے ایک چوڑے تابوت میں بند تھا جس میں چہرے کے مقام پر ایک شیشہ لگا ہوا تھا جس میں سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا چہرہ نظر آرہا تھا جو وفات کے 72 گھنٹے بعد بھی گلاب کے پھول کی طرح تروتازہ تھا۔ لگتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب چند لمحے پہلے آرام کی نیند سوئے ہیں۔

دارالضیافت میں جسد خاکی کی آمد کے بعد پہلے ویڈیو اور فوٹوگرافروں نے تصاویر بنائیں جس کے بعد عام احباب کو چہرے کا آخری دیدار کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ یہ سلسلہ کم و بیش اڑھائی گھنٹے تک جاری رہا۔ ایک اندازے کے مطابق ربوہ اور اطراف کے پانچ ہزار افراد نے ڈاکٹر صاحب کا آخری دیدار کیا۔ آخری دیدار کرنے والوں کی قطار دارالضیافت کے باہر سے نکل کر گھومتی ہوئی انصار اللہ پاکستان کے گیٹ تک پہنچ گئی تھی۔ جملہ اہل ربوہ بڑے صبر و سکون کے ساتھ اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔

ربوہ میں انتظامات۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات کی خبر سنکر محترم ناظر اعلیٰ صاحب نے ایک میٹنگ طلب کی اور جنازہ اور تدفین کے جملہ انتظامات طے کئے گئے۔

مقامی سرکاری انتظامیہ نے ربوہ شہر کی صفائی اور ستھرائی میں اہم کردار ادا کیا۔ بلدیہ ربوہ اور خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں نے تمام سڑکوں پر چھڑکاؤ کیا۔ وقار عمل کے ذریعہ راستوں اور احاطہ لجنہ کو ہموار کیا بلدیہ ربوہ کے خاکروب اور ٹریکٹر ٹرالی مصروف کار رہے۔ اے سی چنیوٹ اور ڈی ایس پی صاحب خود ربوہ کا چکر لگا کر انتظامات کا جائزہ لیتے رہے۔ سکیورٹی کیلئے بھی پولیس کی معقول تعداد تعینات تھی تاکہ جنازہ میں شرکت کیلئے آنے والوں کو دقت نہ ہو۔ صدر عمومی کی طرف سے اہل ربوہ کو سارے پروگراموں کی بروقت اطلاع پہنچائی جاتی رہی جو مسجدوں میں پڑھ کر سنائی جاتی رہی ڈاکٹر صاحب موصوف کے برادران مکرم عبد الوہاب صاحب مکرم عبد السمیع صاحب مکرم عبدالحمید صاحب اور مکرم عبدالقادر صاحب پاکستان سے اور عبد الماجد صاحب اور مکرم عبد الرشید صاحب لندن سے آئے تھے جبکہ ڈاکٹر صاحب کی واحد ہمشیرہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک بشیر احمد صاحب کراچی سے آئیں تھیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے بھائی بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے درجات اپنے فضل و کرم سے بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ ☆☆☆

عبدالباسط شاہد

محترم عبدالرّحیم صاحب۔ دیانت

(ایک درویش کی کہانی)

درویش کی کہانی شروع کرتے ہوئے سوچ رہا ہوں کہ یہ کہانی کہاں سے شروع کروں کیونکہ درویشی تو ایک جذب و سرور کا نام ہے۔ کسی اعلیٰ مقصد کی خاطر سب کچھ چھوڑ دینے کا نام ہے جس طرح ہر زمانے میں سچائی کی خاطر جان قربان کر دینے والے گمنام سپاہی اور قوم کے خادم ہوتے ہیں کہ وہ کسی غرض۔ نام و نمود۔ اجر و ثواب کے لئے نہیں بلکہ محض رضاء الٰہی کے لئے اپنے حال میں مست مخلوق خدا۔ خدا کے عیال۔ کی خدمت میں مصروف و مستغرق رہتے ہیں۔

میں جس درویش کی کہانی لکھ رہا ہوں یہ ایک طرح سے ایک دور یا ایک ادارہ کی کہانی ہے۔ جب نہایت مخدوش اور خطرناک حالات میں تقسیم ملک کے خون آشام فسادات میں ایک جماعت نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے یا یوں کہہ لیں کہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتے ہوئے بہت نزدیک سے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خوب سوچ سمجھ کر اور شرح صدر سے فیصلہ کیا کہ ہم اپنے بلند مقصد کی خاطر موت قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔

درویش کی زندگی کی ابتدا بظاہر درویشانہ تو نہ تھی لیکن گہری نظر سے دیکھا جائے تو درویشی کی جھلک وہاں بھی ضرور نظر آئے گی۔ ابتدائی تعلیم میں بہت اچھے شاگرد سمجھے گئے۔ جماعت چہارم میں وظیفہ کے امتحان کے لئے منتخب ہوئے۔ امتحان کی خوب تیاری تھی۔ ایک بزرگ استاد نے جائزہ لیا تو اس بات پر حیران ہو گیا کہ یہ بچہ تو بڑے بڑے سوال بڑی آسانی سے زبانی ہی حل کرتا چلا جا رہا ہے۔ استاد صاحب نے شاگرد کو اپنی خوشنودی سے نوازتے ہوئے بازار سے تمباکو خرید کر لانے کی خدمت تفویض کر دی۔ اس خدمت کے دوران امتحان کا وقت نکل گیا یا یوں کہہ لیں کہ قدرت نے لائن تبدیل کر دی۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ حضرت مولانا ابو العطاء کے ساتھ جگہ ملی۔ ایک بزرگ استاد کلاس میں داخل ہوتے ہی پیار و محبت کے اظہار کے طور پر پچھلے بنچ پر بیٹھے ہوئے طالب علموں کو ایک ایک ہاتھ رسید کرتے ہوئے آگے نکل جاتے۔ یہ حسن سلوک عجیب لگا۔ والد صاحب سے ذکر کیا۔ انہیں اپنے کاروبار میں ایک مددگار کی ضرورت تھی۔ بڑے بھائی بھی تو مدرسہ احمدیہ میں ہی پڑھ رہے تھے۔ "بیٹا تم کاروبار میں میری مدد کیا کرو۔" چھوٹی عمر میں ہی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ ابھی کاروباری زندگی کا آغاز تھا۔ کچھ کر گزرنے کا عزم و ارادہ تھا کہ جماعت کے عظیم رہنما نے تحریک فرمائی کہ چھوت چھات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگ ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں لے کر نہیں کھاتے اور اس طرح نہ صرف حقارت و نفرت کا سلوک کرتے ہیں بلکہ اپنی تجارت کو چمکاتے ہوئے ہماری اقتصادی حالت کو خراب و ابتر کرتے چلے جا رہے ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی وہ چیزیں جو وہ ہمارے ہاں سے نہیں لیتے ان کے ہاں سے لینا بند کر دیں۔ اس قوم کی تجارتی اجارہ داری اور اقتصادی برتری کو دیکھتے ہوئے یہ اعلان ایسا انقلابی اور جرأتمندانہ تھا کہ ایک دنیا حیران رہ گئی۔ اس نوجوان نے یہ چیلنج اس طرح قبول کیا کہ اپنے پیارے رہنما کی تجویز کو قابل عمل بنانے اور زیادہ مفید و مؤثر کرنے کے لئے ملائی برف، سوڈا واٹر اور مٹھائی بنانے کا کام نہ صرف خود شروع کر دیا بلکہ کئی نوجوانوں کو یہ کام سکھا کر انہیں بھی اس انتہائی مفید سکیم میں شامل کر دیا اور اس طرح کئی خاندانوں کے کاروبار کا مسئلہ بھی حل کر دیا اور غیروں کی اقتصادی بالادستی کے مقابل پر ایک نہایت مفید اور دور رس نتائج کی حامل تجویز کا ڈول ڈال دیا گیا۔ اپنی محنت ذہانت اور استقلال سے کام لیتے ہوئے کاروبار کو اس انداز سے وسعت دی کہ لوگ یہ دیکھ دیکھ کر حیران ہونے لگے کہ چھوٹے اور معمولی کاموں میں بھی اتنا منافع ہو سکتا ہے۔ ایک مصدقہ دستاویز کے مطابق تقسیم ہند کے وقت درویش کی قادیان میں جائداد کی قیمت ایک لاکھ روپے سے زیادہ تھی (یہ اس وقت کی بات ہے جب گندم ۵ روپے من اور دیسی گھی ایک روپے سیر ملتا تھا) درویشی کی جھلک یہاں بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ جب حضور نے وقف جائداد کا مطالبہ فرمایا تو وہ جائداد جو موروثی یا پشتینی نہیں تھی بلکہ واقعی طور پر گاڑھے پسینے کی کمائی تھی پوری بشاشت کے ساتھ وقف کے لئے پیش کر دی۔ اس وقت تو یہ جائداد عملاً اپنے مالکوں کے پاس ہی رہی تاہم اس درویش کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ قادیان میں مستقل رہائش رکھنے کے باوجود جائداد پر غیروں کا قبضہ ہو گیا اور آپ نے اپنی آنکھوں سے اس جائداد سے غیروں کو استفادہ کرتے ہوئے دیکھا مگر درویشی کی دولت کو اس جائداد سے بڑھ کر ہی دیکھا اور سمجھا۔ یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ کاروبار کے عروج کے زمانہ میں بھی کبھی کوئی سال ایسا نہ گزرا جب سال میں ایک ماہ وقف عارضی کی سعادت حاصل نہ کی ہو۔ (اس قربانی کا اندازہ دکاندار اور کاروباری لوگ ہی پوری طرح کر سکتے ہیں) شاید اسی وقف عارضی کی برکت تھی کہ تقسیم ملک کے وقت جب قادیان میں دھونی رمانے والے خوش قسمت افراد، درویش، کے قابلِ فخر لقب سے پکارے گئے تو شرح صدر سے اس قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ بیوی بچے پاکستان میں اس حال میں آئے کہ نہ تو ان کے پاس کوئی سرمایہ تھا اور نہ ہی "نانکا یا دادکا" پاکستان میں تھا۔ وفا شعار مخلص بیوی نے صبر و رضا اور استقلال و برداشت کا نہایت عمدہ نمونہ پیش کرتے ہوئے خاوند کی حوصلہ افزائی کی اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتہائی نامساعد و ناموافق حالات میں پورا پورا اہتمام کیا۔

ہمارا درویش جو ایک وفا شعار خاوند اور جان نثار باپ تھا اگر اس مضمون کو مکمل کرنے کی کوشش کی جاوے تو یہ ایک مضمون نہیں کتاب بن جاوے گی۔ لہٰذا صرف ایک ایک بات اختصار سے بیان کرتا ہوں۔

درویش کی شادی کے چند دنوں بعد ہی اس کی دلہن شدید بیمار ہو گئی۔ علاج معالجہ سے بہتری کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی۔ خاوند نے دوادارو اور تیمارداری کا حق اس طرح ادا کیا کہ بعض قریبیوں کو خود اس کی اپنی صحت اور جان کے متعلق فکر ہونے لگا۔ اخلاص اور نیکی کی گود میں پرورش پانے والی خاتون نے شدید بیماری اور مایوسی کے عالم میں جب بھی آنکھ کھولی اپنے خاوند کو خدمت کے لئے مستعد اور ہوشیار پایا۔ ایسے ہی ایک موقع پر مریضہ نے فرمائش کی کہ اسے بیت اقصیٰ کے اس کنوئیں کا پانی پلایا جائے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ عقیدت و محبت کے عالم میں یہ پانی آب شفا بن گیا اور اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی عطا فرمائی اور پھر ۵۰ سال سے زیادہ قابلِ رشک رفاقت رہی جس میں آدھے سے زیادہ وقت درویشی کی وجہ سے بظاہر الگ الگ گزارا مگر باہم افہام و تفہیم اور عقیدت و احترام کا یہ عالم تھا کہ جدائی جدائی نہیں بلکہ قرب و وصال کے لئے باعث رشک بن گئی۔ بچوں سے محبت کی بے شمار مثالوں میں سے صرف یہی مثال کافی ہوگی کہ جب ایک بچہ ٹائی فائڈ بخار سے بیمار ہو گیا اور بیماری کی شدت کی وجہ سے بچے کو ہسپتال میں داخل کروانا پڑا تو اس کی تیمارداری اور علاج معالجہ میں انہماک کی وجہ سے سارا کاروبار بند ہو گیا۔ ہر دوسرے دن ایک بکرا صدقہ دیا جاتا رہا۔ دعائیں ہوتی رہیں اور شافیٔ مطلق نے بچے کو شفا عطا فرمائی اور درویش کی زندگی معمول پر آئی۔ اتنے پیار کرنے والے خاوند و باپ کو درویشی کی سعادت نظر آئی تو ایسی کوئی محبت اس کا راستہ نہ روک سکی۔ زمانۂ درویشی میں ایک عرصہ تک جماعت کی طرف سے کوئی مدد حاصل نہ کی۔ کاروبار کے معاملہ میں ذہن بہت رسا تھا۔ جو کام بھی کیا اس میں انہماک اور محنت کی وجہ سے کمال حاصل کیا اور یہ بھی کہ جس کام کی طرف توجہ کی اسے بغیر کسی باقاعدہ استاد کے خود ہی سیکھا اور پھر اس میں نئی نئی راہیں نکالیں۔

یہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کو باقاعدہ تحصیل علم کا موقع تو نہ مل سکا تھا مگر طبیعت میں علمی رجحان و ذوق بدرجہ اتم تھا۔ جلسوں، مباحثوں میں بڑی رغبت سے شامل ہوتے۔ کچھ نہ کچھ پڑھتے بھی رہتے اور اس طرح معلومات کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع کر لیا تھا اور قدرت نے اسے استعمال کرنے کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ گفتگو مؤثر دلچسپ، برجستہ ہوتی جو برمحل مثالی واقعات اور حوالوں سے مزین ہوتی۔ قادیان کی پرانی باتیں، احمدی بزرگوں کے حالات و واقعات بیان کرتے اور سماں باندھ دیتے۔

علمی ذوق کی وجہ سے تقسیم وطن کی افراتفری میں دینی کتب کی بے حرمتی ہونے لگی تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔ کئی دفعہ جان جوکھوں میں ڈال کر کتابیں خرید خرید کر جمع کرتے گئے۔ اسی شوق میں جلد سازی بھی خود ہی کرنے لگے۔ ایک دفعہ ان کا ایک بیٹا جو مولوی فاضل ہونے کی وجہ سے پڑھا لکھا سمجھا جا سکتا تھا ان سے ملنے قادیان گیا تو دیکھا کہ رہائش گاہ میں شیلف بنا کر ہزاروں کتابیں چن رکھی ہیں۔ ہر کتاب کی حسب ضرورت سلائی، جزو بندی، یا جلد وغیرہ بھی اپنے ہاتھ سے کی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ ابا جان۔ آپ نے یہ بہت بڑی ذمہ داری از خود اپنے اوپر ڈال رکھی ہے۔ اس کا آپ کی صحت پر برا اثر پڑتا ہوگا اور پھر یہ کوئی منتخب کتابیں بھی نہیں ہیں..... آخری بات کا پہلے جواب دیتے ہوئے بڑے اعتماد اور وثوق سے کہنے لگے کہ بیٹا۔ ایک ہزار سے زیادہ کتابیں یہاں رکھی ہیں۔ آپ ان میں سے کسی ایک کتاب کی نشاندہی کریں جو ہمارے علم کلام میں مفید نہ ہو یا جس میں کوئی غیر معمولی علمی اور دلچسپی کی بات نہ ہو اور حقیقت بھی یہی تھی کہ آپ نے قریباً ہر کتاب پر نشان لگائے ہوئے تھے۔ یا شروع میں نوٹ دیئے ہوئے تھے جن سے اس کتاب کی افادیت و خصوصیت پہلی نظر میں سامنے آجاتی تھی۔

علم کے شوق کی بات چل رہی ہے تو یہاں یہ بات بھی بے محل نہ ہوگی کہ آپ ہمیشہ ہی کسی بزرگ کی یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ وہ کسی لمبے سفر پر جاتے ہوئے اپنی بیوی کے پاس اشرفیوں کی ایک تھیلی چھوڑ گئے۔ برسہا برس کے بعد واپسی ہوئی۔ اپنی بیوی سے اور باتوں کے علاوہ اپنی اس رقم کے متعلق بھی پوچھا۔ اس نے کہا کہ جلدی کیا ہے۔ میں سب کچھ آپ کو بتا دوں گی۔ وہ بزرگ نماز پڑھنے گئے تو دیکھا کہ نماز کے بعد ایک نوجوان نے درس دینا شروع کیا اور بہت بڑی تعداد میں لوگ بڑی توجہ اور عقیدت سے اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ گھر واپس آکر اپنی بیوی سے ذکر کیا تو اس نے بتایا کہ یہ درس دینے والا کوئی اور نہیں بلکہ آپ کا بیٹا ہے جسے میں نے دینی علوم سے آراستہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ نوعمری میں ہی پختہ کار عالم بن چکا ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ آپ اپنے لئے یہ بات زیادہ پسند کرتے ہیں یا وہ رقم زیادہ پسند کرتے ہیں جو میرے پاس چھوڑ گئے تھے.... یہ بات سنا کر بڑے کیف کے عالم میں کہا کرتے تھے کہ اس شخص نے تو اپنی بیوی کو سرمایہ دیا ہوا تھا مگر میں نے اپنی بیوی کو خالی ہاتھ بچوں کے ہمراہ پاکستان بھجوا دیا تھا اور اس نے میرے سب بچوں کو علم کے زیور سے آراستہ کیا۔

ایک اور بات یاد آرہی ہے جو ربوہ کے ایک بزرگ دکاندار نے کئی دفعہ سنائی کہ ایک دفعہ بھائی جی اپنے ایک بچے کو ہمراہ لے کر میری دکان پر رکے اور اسے ایک جوتا خرید کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ بھائی جی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دے رکھا ہے مگر آپ نے یہ سستا جوتا خرید کیا ہے... کہنے لگے کہ یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے مگر میں بچت اور کفایت کو مدنظر رکھتا ہوں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ اس بچے کو اعلیٰ تعلیم دلوا کر دین کی خدمت کے لئے اپنے خرچ پر غیر ممالک میں بھجواؤں... اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ 11 کالم نمبر 1 پر ملاحظہ فرمائیں)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع کرے۔ ——— سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۰۹ ۔ میں سید لئیق احمد ولد مکرم سید بشیر الدین صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال (پیدائش $\frac{12}{74}$ /۷) پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۸-۱۷ / حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی اس وقت کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱ ـــ U.T.I Rs/-۲۴۳۰ (دو ہزار چار صد تیس) حسب قواعد مذکورہ بالا جائیداد کی آمد پر چندہ حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا کرتا رہوں گا۔

خاکسار صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے مجھے ماہوار مبلغ =/۱۵۵۸ روپیہ تنخواہ ملتی ہے ۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی ۔

اس کے علاوہ اگر اپنی زندگی میں مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد — ملک محمد مقبول طاہر قادیان
العبد — سید لئیق احمد قادیان
گواہ شد — مظہر احمد طاہر قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۱۰ ـــ میں فخر احمد چیمہ ولد مکرم مظفر اقبال صاحب چیمہ احمدی مسلمان عمر ۲۴ سال (پیدائش ۱۴ نومبر ۱۹۷۲ء) پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۷-۱ / حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

میں اس وقت مدرسۃ المعلمین بیرون وقف جدید میں بطور مدرس خدمت سر انجام دے رہا ہوں۔ مجھے اس وقت ماہوار تنخواہ مبلغ =/۱۸۶۹ روپیہ مل رہی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔

اگر اس کے علاوہ کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — ملک محمد مقبول طاہر قادیان
العبد — فخر احمد چیمہ قادیان
گواہ شد — جمیل احمد ناصر قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۱۱ ـــ میں غلام احمد اسماعیل ولد مکرم سی۔ ایچ ابوبکر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۸-۱۷ / حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

خاکسار اس وقت غیر منقولہ جائیداد کے طور پر ۲۵ سینٹ زمین کا مالک ہے جو کہ میری والدہ اور میرے بھائی اور ایک بہن یعنی کل چار افراد کے درمیان مشترک ہے یہ زمین میری والدہ کا ترکہ ہے ان کی بعد وفات جب یہ ترکہ تقسیم ہوگا تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

خاکسار اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے اور مجھے اس وقت ماہوار =/۱۷۴۵ روپے تنخواہ ملتی ہے خاکسار اس کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہے ۔

وصیت کے بعد بھی جو منقولہ و غیر منقولہ جائیداد پیدا کروں گا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور بعد وفات جو بھی ترکہ ثابت ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

گواہ شد — منیر احمد خادم
العبد — غلام احمد اسماعیل
گواہ شد — قریشی محمد فضل اللہ

وصیت نمبر ۱۵۰۱۲ ـــ میں محمد اکرم گجراتی ولد مکرم محمد شریف صاحب گجراتی مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۸-۱۷ / حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری درج ذیل جائیداد ہے ۔

۱ ـــ ایک کنال زمین نزدیک بوڑی صاحب قیمت اندازاً =/۱۲۰۰۰ روپے
۲ ـــ ایک کنال زمین موضع ننگل باغباں قیمت اندازاً =/۱۸۰۰۰ روپے
۳ ـــ پانچ مرلے زمین نزدیک احمدیہ گراؤنڈ قیمت اندازاً =/۲۵۰۰۰ روپے

اس کے علاوہ کچھ زمین ہم بھائیوں کی مشترکہ ہے اس کی ابھی معین تقسیم نہیں ہوئی جونہی اس کی تقسیم عمل میں آجائے گی خاکسار اپنے حصہ کے متعلق مجلس کارپرداز کو تحریری طور پر اطلاع انشاء اللہ دے گا۔

اس وقت میری ماہوار تنخواہ مبلغ =/۲۲۹۸ روپے ہے اس پر ۱/۱۰ حصہ وصیت ادا کروں گا ۔ اور جائیداد کی سالانہ آمد پر بھی قواعد وصیت کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔

مذکورہ بالا کے علاوہ جب بھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دوں گا ۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد — حافظ مظہر احمد طاہر قادیان
العبد — محمد اکرم گجراتی قادیان
گواہ شد — ملک محمد مقبول طاہر قادیان

وصیت نمبر ۱۵۰۱۳ میں عبد الولی ولد مکرم حافظ عبد العزیز صاحب درویش مرحوم قادیان قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ اگست ۹۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے ۔

اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ =/۱۶۸۶ روپے ہے اپنی آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ آمد تا وفات خاکسار ادا کرے گا۔

آئندہ بھی اگر کوئی آمد یا جائیداد خاکسار پیدا کرے گا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دے گا۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی ۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ۔

گواہ شد — ملک محمد مقبول طاہر قادیان
العبد — عبد الولی قادیان
گواہ شد — انعام الحق قادیان

اعلانات نکاح و تقریب شادی

عزیزم محمد اقبال احمد ولد مکرم سید علی صاحب آف کنڈور معلم وقف جدید بیرون کرناٹک کا نکاح عزیزہ سعیدہ بی بنت مکرم محمد بابو میاں بوڈہ گٹر کے ہمراہ مبلغ =/۶۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم ایم احمد جعفر خان صاحب سرکل انچارج وارنگل نے مورخہ ۲۵ اکتوبر ۹۶ بروز جمعۃ المبارک بمقام قاضی پیٹ وارنگل پڑھایا

رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

اعانت بدر =/۲۵ روپے ۔

(کے ٹی محمد علی معلم وقف جدید کنڈور وارنگل ۔ اے۔ پی)

۸ دسمبر ۹۶ کو بمقام ڈسٹرکٹ سکاؤٹ ہال شموگہ خاکسار نے عزیزہ زینب افشاں بنت مکرم محمود احمد صاحب ایم ۔ آئی کا نکاح عزیزم مکرم سید بشیر الدین محمود احمد ابن مکرم سید مدار صاحب مرحوم آف شموگہ کے ساتھ مبلغ =/۱۵۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھا اسی دن تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ۔ شادی کی خوشی میں فریقین کی طرف سے مبلغ یکصد روپیہ اعانت بدر میں دیا گیا ہے ۔

رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

(صغیر احمد طاہر مبلغ سلسلہ احمدیہ شموگہ)

صدقات سے متعلق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد

اخبار بدر کی گزشتہ اشاعت میں جماعت کے صاحب نصاب احباب و مستورات کو ماہ رمضان المبارک میں ادائیگی زکوۃ کی طرف توجہ دلائی گئی تھی چونکہ ان بابرکت ایام میں بکثرت صدقہ وخیرات کرنا بھی سنت نبوی ﷺ ہے۔ اسلئے ذیل میں صدقات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اہم ارشاد درج کیا جاتا ہے کہ احباب جماعت اس طوعی نیکی کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائیں۔ حضورؓ نے فرمایا۔

"خدا تعالیٰ پر توکل سب سے اہم چیز ہے جو کچھ خدا کر سکتا ہے بندہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہو کہ وہ ایسا راستہ کھول دے جس سے آپ کی اور جماعت کی تکلیفیں دور ہوں۔ اس میں سب طاقتیں ہیں جہاں بندے کی عقل نہیں پہنچتی وہاں اس کا علم پہنچتا ہے۔ خواہ ایک ٹکڑا ہو صدقہ بہت دیا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ جہاں دعائیں نہیں پہنچتیں وہاں صدقہ بلاؤں کو رد کر دیتا ہے۔"

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ بالا ارشاد جماعت کی موجودہ مشکلات اور ترقی کے راستہ میں حائل رکاوٹوں کے پیش نظر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور جماعت کے ہر مخلص دوست کا فرض ہے کہ وہ حضور اقدسؓ کے ارشاد کی اہمیت کا پوری طرح احساس کرتے ہوئے کثرت سے صدقات دینا شروع کر دے۔ رمضان المبارک کے مقدس ایام صدقہ کیلئے خاص ہیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے اور آپ کا ہاتھ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتا تھا۔ پس احباب کو چاہئے کہ وہ سنت نبوی کے تابع ان بابرکت ایام میں حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے کو اپنا معمول بنائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس طوعی نیکی کو اپنی جناب میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

بقیہ۔ ایک درویش کی کہانی

نے باوجود حالات کی تبدیلی کے ان کی نیک نیت کی برکت سے اس بیٹے کو کئی ممالک میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی۔

زمانہ درویشی میں آپ کی اہلیہ پانچ بچیاں اور تین بیٹے (تیسرا بیٹا تقسیم ملک کے بعد پاکستان میں پیدا ہوا۔ درویش نے اس بچے کو درویشی کا انعام سمجھا اور ہمیشہ اس کے نام کے ساتھ انعام لکھتے اور اسی نام سے پکارتے) گویا نو افراد تھے باقاعدہ ذریعہ آمدن نہ ہونے کے برابر تھا۔ آپ کی لڑکی کے ایک بہت پرانے خط کے مطابق ایک وقت ان نو افراد کی باقاعدہ آمدنی وہ پندرہ روپے ماہوار تھی جو ان کے ایک لڑکے کو جماعت کی طرف سے تعلیمی وظیفہ کے طور پر ملتے تھے۔ اس ضمن میں بے شمار واقعات بیان ہو سکتے ہیں لیکن خدائے ستار نے جس طرح اپنے فضل بے پایاں سے نوازا اور عزت و وقار عطا فرمایا اس کے پیشِ نظر ان واقعات کی تفصیل مناسب معلوم نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب بچے معاشرہ میں وقار کی نظروں سے دیکھے گئے۔ بچوں کی شادیاں اپنے اپنے وقت پر بڑی سادگی مگر پُر وقار طریق پر ہوتی گئیں اور خدا تعالیٰ نے بیٹیوں کو بھی ہر نعمت و برکت سے نوازا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ درویش کی نصیحت کے مطابق جماعت سے وابستگی۔ مرکز سے قلبی تعلق و عقیدت اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے سکون واطمینان سے نوازا۔

قارئین کرام سے عبدالرحیم صاحب دیانت درویش (۱۹۰۳ء۔۱۹۸۰ء) اور تمام درویشان قادیان اور ان کی اولاد کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ☆☆☆

دعائے مغفرت

خاکسار کے والد محترم محمد امام غوری صاحب ساکن حیدر آباد دکن مورخہ 96-11-12 کو وفات پا گئے ہیں ۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

مرحوم موصی تھے اُسی روز احمدیہ قبرستان حیدر آباد میں امانتاً تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ اور بہت دعا گو اور نہایت منکسر المزاج تھے۔ خاکسار نے اپنی ہوش کی عمر سے انہیں نماز تہجد کا پابند پایا۔ جب تک یادگیر میں رہے مسجد احمدیہ یادگیر میں امام الصلوٰۃ کے فرائض انجام دیتے رہے اور جب حیدر آباد منتقل ہو گئے تو فلک نما کی مسجد میں امامت کا فریضہ انجام دیتے رہے اور جب تک چلنے پھرنے کے قابل رہے ہمیشہ مسجد ہی میں دل انکا رہتا تھا۔ آخری تین سالوں میں جب دونوں پھیپھڑے متاثر ہو گئے تو گھر کے اندر ہی مصروف رہے۔

اخبار بدر پڑھنے کے بعد مختلف غیر احمدی دوستوں کے نام پوسٹ کر دیا کرتے تھے نیز تبلیغی خطوط لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ خاکسار جماعتی دورہ کے سلسلہ میں کلکتہ پہنچا تو وہیں بذریعہ فون والد محترم کی وفات کی اطلاع ملی۔ اسی روز حیدر آباد پہنچ کر آخری دیدار کرنے اور تدفین میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے اور میری ضعیف العمر والدہ محترمہ اور تمام بھائی بہنوں اور عزیز و اقارب کو صبر جمیل کی توفیق عطا ہونے اور والد مرحوم کی دعاؤں سے فیضیاب ہوتے رہنے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ محمد انعام غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بقیہ۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

کیونکہ بعض صورتوں میں جب جہلاء کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے تو وہ غلط ردعمل دکھاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ ایسی صورت میں فرمایا " اعوض عن الجاھلین" جاہلوں سے اعراض کر۔ اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جہلاء کو نظر انداز کر دو' ان سے مونہہ موڑ لو۔ حضور نے فرمایا لیکن جاہلین سے مونہہ موڑنے کی ان معنوں میں قرآن کریم میں کہیں تعلیم نہیں ہے کہ ان کی اصلاح کی کوشش کئے بغیر ان سے مونہہ موڑ لو۔ پھر فرمایا ہے کہ اگر شیطان صفت انسانوں کی طرف سے کوئی جسمانی یا جذباتی تکلیف پہنچے تو اس صورت میں اللہ کی پناہ میں آجاؤ۔ یہ دراصل آنحضرت ﷺ کیلئے وعدہ ہے کہ ایسی صورت میں آپ کو دشمن کی گزند سے محفوظ رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ سمیع ہے جب تیرے دل سے کوئی ہوک اٹھے کی خدا اسے ضرور سنے گا اور اگر تو نہ بھی ظاہر کرے تو خدا علیم ہے وہ جانتا ہے کہ تیرے دل پر کیا گزرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ وہ نصیحت کی راہ کی مشکلات ہیں جن سے خوب اچھی طرح آگاہ ہونا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی احادیث کے حوالہ سے بتایا کہ عفو سے پہلے دل کا قوی ہونا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ طاقتور پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے۔ طاقتور پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے پر قابو رکھے۔ حضور نے فرمایا کہ اس جگہ انسان کے اندرونی ردعمل کی بات ہو رہی ہے۔ جسے اپنے غصے پر قابو نہیں ہے وہ غیروں سے عفو سے پیش آہی نہیں سکتا۔ عفو کا آغاز بھی اس پہلوانی سے ہوتا ہے جو انسان کے اندر کام کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ غصہ پر قابو نہ پانے کی مصیبت گھروں کو تباہ کر دیتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت کے واقعات سے بتایا کہ آپ کس قدر رحیم تھے۔ آپ کا نمونہ یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ کسی کی غلطی دیکھ کر جہالت کی طرف دوڑو۔ اس کی اصلاح کے پہلو پر نظر رکھا کرو۔

حضور نے فرمایا کہ "فاستعذ باللہ" کا یہ بھی مضمون ہے کہ جب خدا سے پناہ مانگتے ہیں تو خدا پناہ دیتا ہے اور جب پناہ دیتا ہے تو بہت سی تکلیف کے مواقع سے آپ بچ نکلتے ہیں۔ جن باتوں سے لوگوں کے دلوں میں ہیجان پیدا ہوتا ہے انہیں آپ محبت اور اصلاح کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نرمی شفقت سے اس غلطی کی اصلاح کر دیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے ایک اور ارشاد مبارک کے حوالہ سے حضور نے بتایا کہ جہنم کی آگ اس شخص پر حرام کر دی گئی ہے جو قریب ہے اور آسانی پیدا کرتا ہے اور نرم سلوک کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس جگہ قریب کا مطلب اس آیت قرآنی کی روشنی میں سمجھ آسکتا ہے جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تجھ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو تو کہہ دے کہ میں قریب ہوں۔ یعنی ان کی حاجت روائی کیلئے مشکلات دور کرنے کیلئے اصلاح کیلئے قریب ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ بھی اللہ کی قربت کے رنگ اختیار کر لیں تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ آپ کو آگ میں داخل کرے۔ بعض لوگ امیر ہو جائیں یا بڑے مرتبہ پر پہنچ جائیں تو عام لوگوں سے فاصلے ڈال لیتے ہیں۔ اللہ سے بڑا تو کوئی نہیں ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ اور اکبر ہے مگر وہ سب سے زیادہ لوگوں کے قریب ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی انسان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور آپؐ سب سے زیادہ لوگوں کے قریب تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے اس مضمون کو تفصیل سے بیان فرمایا اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بھی پڑھ کر سنائے جن میں نرم خوئی' نرم دلی سے لوگوں سے سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "سخت دل ہر ایک فاسق سے بدتر ہوتا ہے" حضور نے بتایا کہ قوموں کی گرفت اس وقت ہوتی ہے جب وہ سخت دل ہو جایا کرتی ہیں۔ یہود کی مثال اس پہلو سے نمایاں ہے۔

بقیہ۔ ہومیو پیتھک

آگ کی خوابیں بھی نظر آتی ہیں' یہ علامت نیٹرم میور میں بھی ہے جس میں سانپوں اور آگ لگنے کی خوابیں آتی ہیں۔ پاگل پن میں بھی فلکیریا آرس اچھی دوا ہے۔

اگر اچانک خون کا دباؤ سر کی طرف زیادہ ہو جائے اور چکر آنے لگیں اور توازن برقرار نہ رہے تشنجی کیفیت بھی ہو تو فلکیریا آرس مفید ہے۔ یہ علامتیں مرگی میں بھی پائی جاتی ہیں اور معدے میں تیزابوں کا توازن بگڑنے سے بھی یہ علامات پیدا ہوتی ہیں۔ پرانے اور مزمن سر درد سے بھی فلکیریا آرس کا تعلق ہے لیکن چند ایک علامتیں ہیں جو نمایاں ہیں۔ اگر کسی اور دوا سے پرانا سر درد ٹھیک نہ ہو تو پھر فلکیریا آرس کو بھی استعمال کرکے دیکھ لینا چاہئے۔ اس کے سر درد کی علامت سیمی فیوجا سے بالکل الٹ ہے۔ سیمی فیوجا میں ماؤف حصہ کے بل لیٹنے سے درد میں اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ دکھتے حصہ کو دبانے سے پٹھے بھی پھڑکنے لگتے ہیں۔ فلکیریا آرس میں جس کروٹ مریض لیٹے گا اس کے مخالف سمت درد شروع ہو جائے گا۔ اگر دائیں طرف لیٹے گا تو بائیں طرف سر درد سے پھٹنے لگے گا جب بائیں طرف سر رکھے گا تو درد دائیں طرف شروع ہو جائے گا۔ یہ فلکیریا آرس کی خاص علامت ہے جس پرانے سر درد میں یہ علامت پائی جائے اس میں فلکیریا آرس بہت مؤثر دوا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی واضح علامت نہیں ہے جس کو خاص طور پر نمایاں کرکے بتایا جاسکے۔

چہرے اور سر کی جلد پر ایگزیما بھی اس کی خاص علامت ہے۔ گردوں میں درد بھی ہوتا ہے اور دکھن کا احساس رہتا ہے جو پتھری کی وجہ سے نہیں بلکہ عام سوزش کی وجہ سے ہوتا ہے اس میں لیکوریا زرد رنگ کا بھی ہوتا ہے جو کاٹنے والا تیزابی مادہ بھی رکھتا ہے۔ بعض لیکوریا بہت شدید ہوتے ہیں اور عورتوں کے لئے تکلیف کا باعث بننے کے علاوہ نفسیاتی الجھنیں بھی پیدا کر دیتے ہیں ان میں فلکیریا آرس کے علاوہ کالی فاس اور آرسنک بھی مفید ہیں۔

رحم کے کینسر کے لئے بھی فلکیریا آرس مفید ہے اگر مسلسل ہلکا ہلکا خون جاری رہے اور وہ تیزابی اور بدبودار بھی ہو۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872-20105 | THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516 | ✆ 01872-20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY, 23 JANUARY 1997 | ISSUE NO - 4

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۱۴)

کیکٹس گرینڈی فلورس

CACTUS GRANDIFLORUS

(Night-BloomingCereus)

کیکٹس یعنی تھوہر کا درخت صحراؤں میں اُگتا ہے یہ اگرچہ بہت بدزیب دکھائی دینے والا پودا ہے لیکن صحراؤں میں اس کا بھی ایک عجیب حسن ہے ہر طرف پھیلا ہوا آنکھوں کو بھلا دکھائی دیتا ہے۔ تھوہر کا پھل بہت لذیذ، خوشنما اور خوبصورت ہوتا ہے۔ رس بھی بہت مزیدار ہوتا ہے لیکن پینے کے بعد ناخوشگوار سی بو محسوس ہوتی ہے۔ اس پھل کے زیادہ استعمال سے گردوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ پیشاب کی سخت تکلیف ہو جاتی ہے نہ صرف جلن بلکہ تشنج بھی شروع ہو جاتا ہے۔ کینتھرس میں بھی پیشاب میں بہت جلن ہوتی ہے۔ قطرہ قطرہ آگ کی طرح جلتا ہوا پیشاب آتا ہے۔ کیکٹس میں اس جلن کے ساتھ تشنج بھی پایا جاتا ہے یہ کیکٹس کی خاص علامت ہے کہ جہاں بھی تکلیف ہو وہاں تشنج ضرور ہوگا۔

کیکٹس کا اعصاب کے چھلے دار ریشوں اور والوز پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس کی بیماریوں کا حملہ اچانک ہوتا ہے۔ دل پر بھی اچانک سخت حملہ ہوتا ہے جیسے کسی نے شکنجے میں جکڑ دیا ہو۔ دل کی بیماریوں میں خصوصاً وہ بیماریاں جن میں دل کے عضلات پھیل جائیں اور والوز خراب ہو جائیں کیکٹس بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ گلے میں بھی تشنج کی علامت ظاہر ہو تو سخت قسم کی جکڑن کا احساس ہوتا ہے ہر جگہ خون کا دباؤ زیادہ ہو جاتا ہے دل، گردے، انتڑیوں اور چہرے کی طرف خون کا اجتماع ہو جاتا ہے یہ علامت بیلاڈونا میں بھی پائی جاتی ہے۔ دھڑکن اور تشنج کی علامت بھی مشترک ہے لیکن کیکٹس میں بخار نہیں ہوتا۔ بیلاڈونا میں ماؤف حصہ گرم ہو جاتا ہے۔ گرمی اس کی خاص علامت ہے۔ کیکٹس میں ماؤف حصہ میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے لیکن گرمی اور بخار عنقا ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ بیلاڈونا میں بےہوشی، غفلت اور تکلیف کی شدت کے ساتھ بےچینی اور خوف نہیں ہے

کیکٹس میں جب دل کو اچانک دھکا لگتا ہے تو مریض سخت خوفزدہ ہو جاتا ہے اور ایکونائٹ کی علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں بیماری کے اچانک پن اور کیکٹس کے خصوصی مزاج کی وجہ سے موت کا خوف طاری ہو جاتا ہے۔ ماؤف حصہ میں تشنج اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ جیسے لوہے کی تاریں کسی جا رہی ہوں۔ ہر جگہ تنگی اور گھٹن کا احساس غالب ہوتا ہے۔ گلے میں ہو تو کالر کے بٹن بند کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ لیکسز اور گلونائن میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ تشنج کی وجہ سے ماؤف حصہ زخمی ہو جاتا ہے۔ رحم کے اندر بھی کھنچاؤ اور سکڑن تشنج میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ نوبیاہتا عورتوں کے لئے یہ دوا بہت اہم ہے۔ اگر تشنج کی وجہ سے سخت تکلیف ہو۔ جسم کے کسی خاص حصہ پر جہاں عموماً تشنج کا اثر نہیں ہوتا وہاں گھٹن اور تشنج کا احساس ہو تو یہ کیکٹس کی نمایاں علامت ہے۔ گنٹھیا اور بائی کی دردوں میں بھی ماؤف حصہ میں تشنج ہو جاتا ہے اور خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ کولچیکم اور بنزوئیک ایسڈ میں پاؤں کا انگوٹھا متورم اور سرخ ہو جاتا ہے۔ کیکٹس میں ایسی ماؤف جگہ پر تشنج بھی ہو جاتا ہے۔

یہ دوا دل کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر تکلیف دل کے ہی حصہ میں محدود رہے اور وہاں جکڑن کا احساس ہو، انجائنا میں سینہ کے درمیان کی ہڈی میں تکلیف ہوتی ہے۔ اگر دل بڑھ جائے اور اس کی نارمل حرکات بند ہو جائیں تیز سوئی کی چبھن کی طرح درد ہو اور سرسراہٹ ہونے لگے تو کیکٹس مریض کو وقتی آرام ہی نہیں دیتی بلکہ خدا کے فضل سے مستقل شفا بھی ہو جاتی ہے۔

گردوں کی تکلیفیں مزمن ہو جائیں تو جسم میں پلپلی ورمیں پیدا ہو جاتی ہیں پاؤں اور ٹانگیں سوج جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں کیکٹس کی دوسری علامتیں نمایاں ہوں تو بفضل تعالیٰ سارے بدن کو شفا بخش دیتی ہے۔ بعض دفعہ کوئی اور علامت نمایاں نہ ہو تو سکڑن کا اچانک پن اور ان کی شدت کیکٹس کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے اس لئے ان علامتوں کے ساتھ بلاتردد کیکٹس دے دینا چاہئے کیونکہ اگر کیکٹس ہی دوا ہوئی تو تیزی سے افاقہ ہوگا اگر نہ ہو تو نقصان بھی نہیں۔ کیکٹس کو ہنگامی دواؤں کے طور پر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہئے۔

بائی کی دردیں جو کیکٹس سے تعلق رکھتی ہیں ان میں بازؤں اور رانوں کے عضلات میں کھنچاؤ اور سکڑن کی علامت ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ کیکٹس کا چھلے دار ریشوں سے تعلق ہے۔ لمبے عضلات پر اس کا تشنجی اثر نہیں ہوتا۔ کولوسنتھ لمبے عضلات پر اثر رکھنے والی نہایت اہم دوا ہے۔ بیلاڈونا بھی مفید ہے لیکن کیکٹس کا لمبے عضلات پر کوئی اثر نہیں ہے۔ بیلاڈونا میں خون کا دوران دماغ کی طرف ہو جائے تو کھنچاؤ اور سکڑن کی علامت پیدا نہیں کرتا تنگی اور گھٹن کا احساس ہوگا بیماری کے شدید حملہ میں کیوپرم کے اثر کی طرح جکڑن کا احساس ہوگا لیکن دماغ کی طرف خون کا دباؤ زیادہ ہونے سے کیکٹس سکڑن پیدا نہیں کرتا کیونکہ وہاں چھلے دار ریشے نہیں ہیں۔ کیکٹس کا مریض دماغ پر حملہ سے بےہوشی اور مدہوشی کی طرف مائل ہو جائے گا لیکن تشنج نہیں ہوگا۔ بیلاڈونا میں دماغ کا کھنچاؤ پاؤں کے انگوٹھے تک ظاہر ہو جاتا ہے اور تشنج کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

کیکٹس میں چکر بھی بہت نمایاں ہیں جو جسمانی محنت اور تھکاوٹ سے زیادہ ہوتے ہیں۔ آرام سے افاقہ ہوتا ہے، حرکت سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ سر درد دائیں طرف زیادہ ہوتا ہے۔ جو شور شرابے اور تیز روشنی سے بڑھ جاتا ہے۔ کیکٹس میں دھڑکن بھی پائی جاتی ہے بعض اوقات سارا جسم دھڑک رہا ہوتا ہے بیلاڈونا میں بھی بہت دھڑکن ہے لیکن وہاں جسم میں گرمی اور حدت کا احساس بھی ہوتا ہے۔

اگر بائیں بازو میں سن ہونے کا رجحان ہو اور کھنچاؤ بھی محسوس ہو تو یہ علامت کیکٹس کا تقاضہ کرتی ہے۔ بعض دفعہ دل کی بیماری کے آغاز میں یہ علامت پیدا ہوتی ہے مگر ضروری نہیں کہ بائیں بازو کی درد دل ہی کی ہو بسااوقات معدے کی تیزابیت سے بھی یہ علامت پیدا ہوتی ہے لیکن اگر تنگی اور گھٹن بھی ہو جیسے کسی نے مضبوطی سے بھینچ دیا ہے یا دھڑکن اور سن ہونے کا بھی احساس ہو تو کیکٹس ہی دوا ہے اور بالعموم اس کا دل سے بھی تعلق ہوتا ہے۔

کیکٹس کے مریض کا بخار عین گیارہ بجے صبح شروع ہوتا ہے۔ قبل از دوپہر شدید سردی لگتی ہے پیاس، سر درد جسم میں گرمی، سانس میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ دماغی محنت سے سر میں گرمی کا احساس کیکٹس کی خاص علامت ہے۔ حدت کا یہ احساس سارے جسم میں بھی ہوتا ہے۔ سر شکنجہ میں کسا ہوا معلوم ہوتا ہے، سکتہ کا خدشہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ خون کے اجتماع کی وجہ سے شنوائی پر بھی اثر پڑتا ہے، کانوں میں تپکن، بھنبھناہٹ کی آوازیں آتی ہیں۔ غذا کی نالی میں سکڑن، زبان خشک، خوراک نگلنے میں دقت ہوتی ہے۔ غذا نگلنے کے لئے پانی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ معدہ میں بھی سکڑن اور دھڑکن پائی جاتی ہے۔ بوجھل پن کا احساس ہوتا ہے۔ خون کی قے آنے کا بھی احتمال ہوتا ہے اجابت سخت کالے رنگ کی ہوتی ہے۔ صبح کے وقت اسہال آتے ہیں۔ بواسیر کے مسے متورم اور درد کرتے ہیں۔ مقعد میں بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ ملیریا بخار یا دل کی تکلیف کی وجہ سے انتڑیوں سے خون بہتا ہے۔

کیکٹس میں مثانہ کی گردن میں بھی سکڑن ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیشاب رک جاتا ہے مثانہ سے خون بھی جاری ہو جاتا ہے پیشاب کی نالی میں خون منجمد ہو جاتا ہے۔

کیکٹس میں ہاتھ پاؤں متورم ہو جاتے ہیں، ہاتھ نرم اور ٹھنڈے برف پاؤں بڑے ہونے کا احساس، ٹانگوں میں بےچینی پائی جاتی ہے۔ کیکٹس کی بہت سی علامات رات کو زیادہ ہو جاتی ہیں۔ بائیں کروٹ لیٹنے سے شور و غل اور روشنی، گرمی، دھوپ اور محنت سے علامات بڑھ جاتی ہیں۔

کلکیریا آرس

CALCAREA ARS

مرگی کے مرض میں کلکیریا سلف چوٹی کی دوا ہے چونکہ اس مرض کا کلکیریا سے تعلق ہے اس لئے کلکیریا سلف ہی نہیں بلکہ کلکیریا آرس بھی بہت اہم دوا ہے اور کلکیریا سلف کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر کینٹ نے لکھا ہے کلکیریا کہ آرس کے نتیجہ میں قابل علاج مرگی میں مکمل شفا بھی ہوئی ہے۔ ہر مرگی قابل علاج نہیں ہے کیونکہ بعض دفعہ مرگی سر کی ساخت کی خرابی سے ہوتی ہے جس کا اپریشن ضروری ہے اور بعض دفعہ سر میں ایسے غدود ہوتے ہیں جنہیں نکالنا ضروری ہوتا ہے سوائے اس کے کہ ہومیوپیتھک دوا سے وہ گھل جائیں۔ ہومیوپیتھک میں مکمل شفا بخشنے والی دوائیں نسبتاً کم ہیں کیونکہ اس بیماری کی بعض شکلیں ایسی ہیں جن میں دواؤں کا اثر محض عارضی ہوتا ہے مستقل نہیں ہو سکتا۔ کلکیریا آرس میں جسم کے اعصاب پھڑکنے لگتے ہیں اور فالجی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیلشیم شدید کمزوری پیدا کرنے والی دوا ہے۔ اگر جسم میں اس کا توازن معمولی سا بھی بگڑ جائے تو بہت زیادہ کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ بلڈ پریشر بھی متاثر ہوتا ہے اور مریض اچانک بےدم ہو کر گر جاتا ہے۔ اکثر مویشیوں خصوصاً بھینسوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ کیلشیم کا توازن بگڑنے سے وہ ایک دم نڈھال ہو کر گر جاتے ہیں۔

عموماً روزمرہ کی کمزوری کا شکار ہونے والے مریض کلکیریا کارب کی وجہ سے نہیں بلکہ معدے میں تیزاب پیدا ہونے کی وجہ سے بےجان ہو جاتے ہیں۔ یہ کمزوری بھی بہت خطرناک اور ڈراؤنی محسوس ہوتی ہے کیونکہ اچانک گر جاتے ہیں اور بعض دفعہ بےہوش بھی ہو جاتے ہیں لیکن یہ مرگی کی بیماری نہیں ہے۔ مرگی میں اگر اس قسم کے کمزوری اور بےہوشی کے حملے ہوں تو وہ مستقل زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں اچانک بےہوشی یا گر جانے کی بیماری مرگی نہیں ہے۔ مرگی کے مرض کے ساتھ کچھ اور علامتیں بھی ہیں جو مریض کی سوچ اور فکر پر بھی اثرانداز ہوتی ہیں۔ اس کے ماتھے سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ وسیع اور روشن خیالات کا متحمل نہیں ہوتا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ حماقت نظر آتی ہے یا اگر وہ غیر معمولی حساس ہو تو اپنی چھوٹی چھوٹی سوچوں میں مگن رہتا ہے اور اسے بلند خیالی کا موقع نہیں ملتا۔ بعض معترضین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء پر اعتراض کرتے ہیں کہ الہام وغیرہ کچھ نہیں ہوتا یہ مرگی کی ایک قسم ہے۔ انبیاء جو کام دنیا میں کرتے ہیں ان پر اس قسم کے اعتراضات کرنا نہایت جاہلانہ بات ہے۔ انتہائی شدید دباؤ کے وقت انبیاء کسی تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتے۔ مرگی مستقل زندگی کا حصہ ہے اور جب دباؤ شدید ہوتا ہے تو اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سیزر کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ تقریروں کے دوران اور دباؤ کے وقت لوگوں کے سامنے بےہوش ہو کر گر جایا کرتا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا زیادہ دباؤ پڑتا تھا اتنا زیادہ ہی ان کی استعدادیں روشن ہو کر چمکی ہیں لیکن جب الہام کی کیفیت ہو تو بعض دفعہ بےہوشی سی بھی طاری ہو جاتی ہے وہ ہرگز مرگی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی بعض دشمنوں نے یہ اعتراض کیا ہے، نماز پڑھاتے ہوئے سخت کمزوری محسوس ہوئی اور بےہوش ہوگئے تھے۔ وہ کیفیت Hyper Acidity اور اعصابی دباؤ کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ کمزوریوں کو بھی پہچاننا پڑتا ہے کہ ان کی نوعیت کیا ہے۔ کونسی کلکیریا کی علامت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ بالا واقعہ اس وقت پیش آیا جب بشیر اول کی وفات ہوئی اور دشمنوں نے شدید بکواس کی اس سے قبل آپ طویل عرصہ تک روزے رکھ چکے تھے اور فاقہ کشی کی نوبت آگئی تھی جس کی وجہ سے معدہ میں تیزابیت کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس کے بعد کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ مرگی میں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دم آئے اور پھر ہمیشہ کے لئے پیچھا چھوڑ دے، اعصابی تناؤ اور معدے کا تیزاب مل کر سخت کمزوری کا حملہ ہوتا ہے یہاں تک کہ انگلی ہلانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ مجھے خود یہ تکلیف ہو چکی ہے اور اتنا شدید حملہ ہوتا تھا کہ ابھی جان نکل جائے گی اور کئی کئی دن تک بستر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور انگلی تک نہیں ہلا سکتا تھا۔

یہ ثبوت کہ ان حملوں کا مرگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس بات سے ملتا ہے کہ شدید دباؤ کے وقت جبکہ زندگی اور موت کا معاملہ ہو کمزوری کا ایسا کوئی حملہ نہیں ہوتا۔ کلکیریا آرس میں جو اس کمزوری کی علامت پائی جاتی ہے یہ معدہ میں تیزابی مادوں کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے مگر کلکیریا کی کمزوری کا Hyper Acidity سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کلکیریا میں اچانک کمزوری ہوگی اور صحیح علاج نہ ہونے کی وجہ سے مریض مر بھی جائے گا۔ جب یہ بیماریاں مویشیوں میں ہوتی ہیں تو ڈاکٹر کچھ نہیں کر سکتے، دیکھتے دیکھتے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، مرتے چلے جاتے ہیں جب تک کلکیریا کی کمی دور نہ کی جائے۔ کلکیریا آرس میں بھی کمزوری ہے کیونکہ آرسنک تیزاب پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ وقتی طور پر آرسنک بھی فائدہ دیتا ہے لیکن سب سے زیادہ مؤثر دوا Hyper Acidity کے لئے نکس وامیکا ہے۔

کلکیریا آرس میں بعض ایسی علامتیں ہیں جو مرگی کی طرف بھی لے جاتی ہیں اور واقعتاً مرگی میں بہت مفید ہے۔ روزمرہ کی عام کمزوریوں اور اعصاب کے جواب دے جانے میں بھی کلکیریا آرس معروف اور مستعمل ہے۔ نکس وامیکا اور دوسری دوائیوں سے اس کا یہ فرق ہے کہ اس میں فالجی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں تیزاب کی زیادتی کی وجہ سے ایسا نہیں ہوتا اس میں اندرونی کمزوری محسوس ہوتی ہے مگر اعضاء کو ہلا سکتا ہے لیکن اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ ہلا سکے لیکن فالج میں اعضاء کی حرکت نہیں ہوتی۔ کلکیریا آرس میں فالجی علامتیں ہوتی ہیں، ہاتھ کانپنے لگتے ہیں اور جسم پر بھی کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

مرگی کا مرض پہچاننے کے لئے ڈاکٹروں نے اورہ کا محاورہ استعمال کیا ہے کہ اورہ کہاں سے شروع ہوگا۔ اورہ سے مراد یہ ہے کہ مرگی کے حملہ کے آغاز میں جو ایک سنسنی سی پیدا ہوتی ہے وہ کہاں سے شروع ہوتی ہے بعض کا اورہ معدے سے شروع ہوتا ہے یا پھر دل یا دماغ سے۔ دل پر کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کلکیریا آرس میں مرض کے حملہ کا آغاز ہمیشہ دل سے ہوتا ہے اس لئے اگر مرگی کے مریض کو یہ احساس ہو کہ دل میں کچھ ہو رہا ہے اور پھر مرگی کا دورہ پڑے تو کلکیریا آرس مکمل شفا بخشنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایک اور علامت یہ ہے کہ مرگی کا دورہ ہونے سے پہلے آواز بیٹھ جاتی ہے اور مریض بول نہیں سکتا۔

کلکیریا اور آرس کی علامتوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ مریض کے جسم میں زندگی بخشنے والی حرارت کم ہوگئی ہے۔ آرسنک کا مریض بھی ٹھنڈا ہوتا ہے ہر وقت آگ کے قریب بیٹھنا یا لیٹے رہنا پسند کرتا ہے۔ کلکیریا کا مریض بھی ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے کلکیریا آرس میں ان دونوں دواؤں کی یہ علامت ضرب کھا جاتی ہے۔ سیڑھیاں چڑھتے وقت اگر سانس اکھڑے تو کلکیریا آرس اچھی دوا ہے جس میں ورمیں بھی پائی جاتی ہیں بیماریاں زیادہ تر بائیں طرف حملہ کرنے کا رجحان رکھتی ہیں۔ سٹیفی سیگریا کی طرح اس دوا میں بھی غصہ، ناپسندیدگی اور ناراضگی کے بداثرات سے پیدا ہونے والی بیماریاں شامل ہیں۔ اس میں جو ذہنی نظارے دکھائی دیتے ہیں ان میں بھوت پریت اور خیالی تصویریں وغیرہ نظر آتی ہیں۔ بعض دفعہ

(باقی صفحہ 11 کالم نمبر 1 پر ملاحظہ فرمائیں)